الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

قد الحمد والمنہ درین زمان فرخت اقتران این رسالہ فیض مقالہ در جوار خیر کثیر طبع الجنازہ اعنی

حسب فرمایش صاحبان ہمم اجابہ جماعت اہلسنت میمنان کوسہ محلہ

در مطبع گلزار حسینی واقع بمبئی طبع گردید

U
297.38
UMA

الجواب ومن اللہ تعالیٰ الھدایۃ الی الحق والصواب

ذکر شریف مذکور السوال جایز ہے بچند دلایل شرعیہ **(دلیل اول)**
ذکر اللہ جل شانہ کا ہر حال و ہر وقت موجب نزول رحمت و برکت ہے اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم الخ
تفسیر **روح البیان** مین اس آیۃ شریفہ کی تفسیر مین ہے نعت لاولی
الالباب ای یذکرونہ دائما علی الحالات کلھا قائمین وقاعدین
ومضطجعین فان الانسان لایخلوعن ھذہ الھیئات غالبا انتھی
اور تفسیر **ابو سعود** مین اسکی تفسیر یون کی ہے والمراد تعمیم الذکر
للاوقات کما مر وتخصیص الاحوال المذکورۃ لیس لتخصیص الذکر
بھا بل لانھا الاحوال المعھودۃ التی لایخلوعنھا الانسان غالبا
انتھی اور تفسیر **کبیر** مین ہے المراد منہ کون الانسان دائم الذکر لربہ
فان الاحوال لیست الا ھذہ الثلثۃ ثم لما وصفھم بکونھم ذاکرین
فیھا کان ذلک دلیلا علی کونھم مواظبین علی الذکر غیر فاترین
عنہ البتۃ انتھی حاصل اس آیۃ شریفہ کا مع تفسیر یہ ہے کہ آدمی کو
چاہئے کہ ہر حال اپنے مولیٰ کریم کا ذکر کرتا رہے اور اوسکے ذکر سے کبھی غافل نہو کیا
کھڑے ہوئے اور کیا بیٹھے ہوئے اور کیا لیٹے ہوئے اور کیا چلتے ہوئے ہر حال اسکا
ذکر شریف کرے اور زبان کو اوسمین تر رکھے پس صورت مسئولہ بھی اوسمین
شامل ہے اس وقت کون منع کرسکتا ہے اور اسکو کون اس ذکر کی افراد سے

واضح ہو کہ عرصہ تین سال کا ہوا کہ
یہ سوال ملک سندہ سے فقیر حقیر کے پاس آیا تہا اور
انہی دنوں مین اسکا جواب لکہا گیا تہا اب چونکہ
پھر بمبئی مین بہی اوسی کے قریب قریب واقعہ
پیش آیا وہی جواب مع زیادات مفیدہ
پھر لکہا گیا ۱۲ - منہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہین علمائے دین مفتیان شرع متین کہ ہمارے اس ملک سندہ
مین اور نیز بمبئی مین قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے آگے کلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چند آدمی میت
کو قبرستان تک لے جاتے ہین اور قبرستان پہنچکر اوسکا ثواب اوس میت
کو بخشدیتے ہین اور جب واپس لوٹتے ہین تو اسیطرح کلمہ طیبہ پڑھتے آتے
اور اوسکا ثواب میت کے مکان پر پہنچکر اوسکو بخشدیتے ہین آیا اس کلمہ کا
ذکر میت کے آگے اور واپسی کے وقت جہر پڑھنا جایز ہے یا نہین اور میت
کو اوس سے فائدہ ہوتا ہے یا نہین اور جو شخص اسے کفر و شرک
یا حرام قطعی کہے اور مسلمانون کو اوسکے باعث
گمراہ جانے وہ خاطی ہے یا نہین

بینوا توجروا

بالاخلاص وسوال القبول والتوفیق وفی المعصیة بالامتناع
منها وبالتوبة والاستغفار وفی النعمة بالشکر وفی الشدة بالصبر
فانه لیس للذکر حد معلوم کسائر الفرایض ولا لترکه عذر مقبول
الا ان یکون المرأ مغلوبا علی عقله وسبحوه بکرة واصیلا ای اول
النهار واخره وقد یذکر الطرفان ویفهم منهما الوسط فیکون المراد
سبحوه فی جمیع الاوقات خصوصا فی الوقتین المذکورین المفضلین
علی سائر الاوقات لکونهما مشهودین وافراد التسبیح من بین
الاذکار لکونه العمدة فیها من حیث انه من باب التحلیة انتهی
مختصرا یعنے مسلمانون کو چاہیے کہ ہر وقت رات دن صبح و شام چلتے پھرتے
آہستہ اور پکار کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شریف کرتے رہیں اور کسی وقت اوس
سے غافل نہوں اور یہ ذکر چاہیے لا الہ الا اللہ سے ہو یا سبحان اللہ
والحمد للہ وغیرہ اذکار سے ہو ہر طرح سے ذکر ہے اوس سے زبان کو
مسلمان بند نہ رکھیں ہر وقت ذکر کرتے رہیں پس صورت مسئولہ بھی اسمیں
شامل ہے اوسوقت بھی مسلمان جس طرح ذکر کرینگے جایز و درست واقع ہوگا

(دلیل چہارم) عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله ملئکة یطوفون
فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون
الله تنادوا هلموا الی حاجتکم قال فیحفونهم باجنحتهم الی السماء
الدنیا فیسألهم ربهم وهو اعلم بهم ما یقول عبادی قال یقولون

نکال سکتا ہے (**دلیل دوم**) ذکر شریف سے مومنین کو سرور
و فرحت ہے منکرین منافقین اہل شرور پر عذاب و نقمت ہے مسلمانون کے دل
اسکے سننے سے آرام پاتے ہین اور کفار ناہنجار اس سے رنج اور غیر ذکر خدا سے
خوش ہوتے ہین **روح البیان** مین ہے الذین امنوا وتطمئن قلوبہم
وآرام می یابد دلہای شان بذکر اللہ اذا سمعوا ذکر اللہ احبوہ واستأ
نسوا بہ ودخل فی الذکر القران فالمؤمنون یستأنسون بالقران
وذکر اللہ الذي ھو الاسم الاعظم ویحبون استماعہما والکفار
یفرحون بالدنیا ویستبشرون بذکر غیر اللہ الا بانی کہ بذکر اللہ
تطمئن القلوب) قلوب المؤمنین ویستقر الیقین فیہا فقلوب
العوام تطمئن بالتسبیح والثناء الخ اس آیۂ کریمہ مع تفسیر سے صاف
ظاہر ہے کہ جہر ذکر سننے سے مسلمانون کے دل خوش ہوتے ہین اور اوس سے
آرام پاتے ہین پس صورت مسولہ مین بھی جبکہ یہ اوس ذکر کے افراد سے ہے
میت اور مسلمانون کے دل خوش ہونگے ہان اگر جسکا دل اس سے نہ خوش
ہو اوسکو چاہیے کہ اپنے کان بند کرلیوے (**دلیل سوم**)
تفسیر **روح البیان** مین ہے یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ بما ھو
اھلہ من التھلیل والتحمید والتکبیر ونحوھا ذکرا کثیرا
فی جمیع الاوقات لیلا ونھارا صیفا وشتاءً وفی عموم الامکنۃ
برا وبحرا سہلا وجبلا وفی کل الاحوال حضراً وسفراً صحۃ
وسقما سرا وعلانیۃ قیاما وقعودا وعلی الجنوب وفی الطاعۃ

بھی زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ اونسے سوال کرتا ہے وہ کیا مجھسے مانگتے تھے۔ وہ جواب دیتے ہین کہ جنت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جنت انھون نے دیکھی ہو۔ وہ کہتے ہین نہین دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اوسکو دیکھتے تو۔ وہ کہتے ہین اگر دیکھتے تو بہت اوسکی طلب مین کوشش کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ اونسے پوچھتا ہے کہ کس چیز سے وہ پناہ مانگتے تھے۔ وہ کہتے ہین کہ دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اونھون نے آگ دوزخ کی دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہین نہین یارب۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر اوسکو دیکھتے تو۔ وہ کہتے ہین اگر اوسکو دیکھتے تو بہت اوس سے ڈرتے اور بھاگتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرشتون کو ارشاد فرماتا ہے کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ البتہ مین نے اونکو بخشدیا۔ پھر ایک فرشتہ کہتا ہے فلان آدمی اونمین ذاکر نہ تھا۔ اللہ فرماتا ہے کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ انکے ساتھ بیٹھنے والا آدمی کبھی محروم نہین ہوتا لہذا وہ بھی بخشا گیا روایت کیا اسکو **امام بخاری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقط۔ پس اس سے صورت مسئولہ کا جواز ظاہر ہے کہ ان ذاکرین کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل کامل ورحم شامل سے بخشدیگا۔ اور اونکے ہمراہی یعنے میت کو بھی ضرور بخشدیگا **(دلیل پنجم)** عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکیھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم خیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ رواہ مالک واحمد

يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك قال فيقول هل رأوني قال فيقولون
لا والله ما رأوك قال فيقول كيف لو رأوني قال فيقولون لو رأوك
كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيدا واكثر لك تسبيحا قال فيقول فما
يسئلون قالوا يسئلونك الجنة قال يقول وهل رأوها فيقولون لا والله يا رب
ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو انهم رأوها كانوا
اشد عليها حرصا واشد لها طلبا واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون
قال يقولون من النار قال يقول فهل رأوها قال يقولون لا والله يا رب
ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا
اشد منها فرارا واشد لها مخافة قال فيقول فاشهدكم اني قد
غفرت لهم قال فيقول ملك من الملئكة فيهم فلان ليس منهم انما
جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم رواه البخاري یعنے اللہ
کے فرشتے راستون مین ذکر شریف کرنے والون کو تلاش کرتے پھرتے ہین۔
پس جب ذکر کرنے والون کو معلوم کرتے ہین تو ایک دوسرے کو بلاتے ہین
کہ آؤ اپنی حاجت پوری ہوئی یعنے ذاکرین معلوم ہوئے۔ پس انکو اپنے پرون
سے ڈھانپ لیتے ہین۔ پھر پوچھتا ہے اونسے اللہ تعالیٰ اور وہ زیادہ جانتا ہے
اونسے۔ کیا کہتے تھے میرے بندے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کو جواب دیتے ہین کہ
تیرا ذکر کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اونسے کہتا ہے کیا مجھکو اون بندون نے
دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہین نہین۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھکو دیکھتے تو
کیسے ہوتے۔ وہ کہتے ہین کہ اگر تجھکو دیکھتے تو تیری عبادت اور تیرا ذکر اس سے

دعوات کبیر مین پس صورت مسؤلہ کا ذکر بھی بیشک عذاب سے میت کو نجات اور خلاصی دیگا (**دلیل هشتم**) امام عارف باللہ **سیدی عبد الغنی** نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین بعد ذکر اقوال مختلفہ کراہت تنزیہی و تحریمی کی اپنی تحقیق انیق سے فرماتے ہین لکن بعض المشائخ جوزوا الذکر الجهري ورفع الصوت بالتعظيم وبغير التغير بادخال حرف فی خلاله قدام الجنازة وخلفها لتلقين الميت والاموات والاحياء وتنبيههم الغفلة والظلمة وازالة صداء القلوب وقساوتها بحب الدنيا ورياستها انتهى یعنے بعض مشایخ کرام نے جہر ذکر کو جنازہ کے آگے اور پیچھے جایز فرمایا ہے کہ اس سے میت اور مردون اور زندون کو تلقین ہووے اور غافلون کے دلون سے اس ذکر شریف سے غفلت دور ہووے (**دلیل نهم**) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مین قطب ربانی **امام شعرانی** شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین وکان سیدي علی الخواص رضی الله عنه يقول اذا علم من الماشين مع الجنازة انهم لا يتركون اللغو في الجنازة ويشتغلون باحوال الدنيا فينبغي ان نأمرهم بقول لا اله الا الله محمد رسول الله فان ذلك افضل من تركه ولا ينبغي لفقيه ان ينكر ذلك الا بنص او اجماع فان مع المسلمين الاذن العام من الشارع بقول لا اله الا الله محمد رسول الله كل وقت شاؤا ويا لله العجب من عمى قلب من ينكر مثل هذا الخ

والترمذی وابن ماجۃ یعنے سب عبادتون سے ذکر بڑھکر عبادت ہے۔ یہان تک کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی۔ روایت کیا اسکو **امام مالک** و **احمد** و **ترمذی** و **ابن ماجہ** نے رحمہم اللہ تعالی۔ پس صورت مسؤلہ بھی اسمین شامل ہے اس سے بھی میت کو ضرور فائدہ ہوگا **(دلیل ششم)** عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر رواه الترمذي یعنے حضور اعلیٰ واقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب باغات جنت سے گذر کرو تو اوس سے نفع و فائدہ اوٹھاؤ صحابۂ کرام نے عرض کی کہ کہان ہین باغ جنت کے حضور پرنور نے ارشاد فرمایا ذکر کے حلقے روایت کیا اسکو **امام ترمذی** رحمہ اللہ نے۔ پس صورت مسؤلہ مین بھی چند آدمی مل کر ذکر کرتے ہوئے میت کو لے جاتے ہین یہہ بھی حلقہ مین شامل ہے **(دلیل ہفتم)** عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول لکل شئ صقالۃ وصقالۃ القلوب ذکر اللہ وما من شی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع رواہ البیہقی فی دعوات الکبیر یعنے دلون کی صفائی کے واسطے ذکر الٰہی سے کوئی شی بڑھکر نہین اور اسیطرح عذاب کے دفع کرنے مین بھی ذکر سب چیزون سے بڑھکر دافع ہے روایت کیا اسکو **امام بیہقی** رحمہ اللہ تعالی نے

بقوله علیه الصلوة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجر
من یعمل بها وکلمة لا الٰه الا الله محمد رسول الله اکبر
الحسنات فکیف یمنع منها وتامل احوال غالب الخلق الآن فی
الجنازة تجدهم مشغولین بحکایات الدنیا لم یعتبروا بالمیت وقلبهم غافل
عن جمیع ما وقع له بل رأیت منهم من یضحك واذا تعارض عندنا
مثل ذلك وکون ذلك لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم
قد منا ذکر الله عز وجل بل کل حدیث لغو اولی من حدیث ابناء
الدنیا فی الجنازه فلو صاح کل من فی الجنازة بلا الٰه الا الله محمد
رسول الله فلا اعتراض ولم یأتنا فی ذلك شئ عن رسول الله صلے
الله علیه وسلم فلو کان ذکر الله تعالی منهیا عنه لبلغنا ولو فی
حدیث کما بلغنا فی قراءة القرآن فی الرکوع فافهم وشئ سکت عنه
الشارع اوایل الاسلام لا یمنع منه واخر الزمان وبالجملة فلا
یجتری علی امر الناس بترك قول لا الٰه الا الله الا ان یجد فی ذلك
حدیثا یمنع من ذلك انتهی یعنے امام شعرانی کے شیخ حضرت علی خواص
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نہ قدرت دلوین ہم کسی کو ہمارے بھائیون سے
کہ وہ انکار کرے اوس چیز کا جسکو مسلمانون نے نیک سمجھکر نکالا ہو خصوصًا
وہ چیز جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو جیسا کہ کہنا لوگون کا
آگے جنازہ کے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا کوئی شخص قرآن شریف
اوسکے آگے پڑھے اور جو اوسکو منع کرتا ہے وہ شریعت سمجھنے سے عاجز ہے

یعنے امام شعرانی کے شیخ **حضرت علی خواص** رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جب معلوم ہو کہ جنازہ کے ہمراہ لوگ طرح طرح کی بیہودہ باتون مین مشغول ہین تو ہم مشایخ اور علما کو چاہیے کہ اونکو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بولنے کا حکم کرین اور کسی فقیہ کو لایق نہین کہ وہ اسکا انکار کرے مگر ساتھ بعض یا اجماع کے کیونکہ لا الہ الا محمد رسول اللہ بولنے کا مسلمانون کو اذن عام ہے شارع علیہ السلام سے ہر وقت جب چاہین اور بڑا تعجب ہے اوس امنے دل سے جو اسکا انکار کرے **(دلیل دھم)** کتاب عہود المشایخ مین **امام شعرانی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین قال ولا یمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعہ المسلمون علی جھۃ القربۃ الی اللہ تعالی ورأوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ھذہ العھود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالی ورسولہ علیہ السلام کقول الناس امام الجنازۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ او قراءۃ احد القرآن امامھا ونحو ذلک فمن حرم ذلک فھو قاصر عن فھم الشریعۃ لان ما کل ما لم یکن علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون مذموما وقد رجح النووی رحمہ اللہ تعالی ان الکلام خلاف الاولی فقط واعلم انہ لو فتح ھذا الباب لردت اقوال المجتھدین فی جمیع ما استحبوا من المحاسن ولا قائل بہ وقد فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلماء امتہ ھذا الباب واباح لھم ان یسنوا کل شئ استحسنوہ ویلحقوہ بشریعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مین اس بات کو اچھی طرح سمجھ رکھو اور جس چیز سے شارع نے اوایل اسلام مین سکوت کیا ہو اوسکو اواخر اسلام مین منع نہ کرنا چاہیے۔ حاصل کلام یہ کہ نہین جرأت کرنا چاہیے اوپر بند کرانے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے آگے جنازہ کے مگر اوس وقت کہ پاوے کوئی حدیث منع کرنے والی اس سے اور منع مین کوئی حدیث اصلا وارد نہین فقط اس عبارت علامہ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ پڑھنا کلمہ شریف کا آگے جنازہ کے امر مستحسن ہے جو منع کرے اس سے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے اسکی ممنوعیت مین کچھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد نہین اصلا۔ **اب رہا یہ خدشہ** کہ بعض فقہا نے جنازہ کے ساتھ رفع صوت مطلقا یعنے آواز بلند کرنے کو خواہ بذکر اللہ ہو یا بغیر ذکر اللہ مکروہ لکھا ہے اور امر جایز جب مقرون بالکراہت ہو تو اوسکو ترک کر دینا چاہیے **اسکا جواب۔ اولا** یہہ ہے کہ یہہ کراہت باعتبار زمانہ سلف کے ہے اس واسطے کہ اوس زمانہ مین جب کوئی مرجاتا تھا تو وہ لوگ اوسکے غم مین ایسے شریک ہوتے تھے کہ خویش و بیگانہ مین تمیز نہ رہتی تھی اور بسبب کثرت تفکر موت کے اونکو زیادہ بات کرنے پر قدرت نہ ہوتی تھی بلکہ زبانین اونکی گونگی ہو جاتی تھین ہر کلام سے قران ہو یا اور کچھہ ذکر تو بلند کرنا آواز کا مطلقا چونکہ اونکے اس حال کے منافی اور خلل انداز تفکر موت تھا مکروہ جانا گیا اور اس زمانہ کا ایسا حال نہین ہے کما ھو مشاھد اور امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کی شہادت دیتے ہین کہ لوگ جنازہ کے ساتھ غافل ہنستے کھیلتے جاتے ہین جیسا کہ سابقا نقل کیا گیا تو باعتبار اس ہمارے

اس واسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو چیز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین نہو وہ بُری ہو اور اوسکا کرنا ناجایز ہو اگر ایسا ہو تو بہت سے اقوال مجتہدین
کے رد ہو جائینگے کیونکہ اونھون نے بہت سی چیزین جو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مین نہ تھین اوسکو مستحسن جانا ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو اچھی چیزین نکالنے کی اجازت فرمائی ہے اپنے
فرمان عالی شان سے جس شخص نے کوئی طریقہ اچھا نکالا تو اوسکو اوسکے
نکالنے اور اوسپر لوگون کے عمل کرنے کا اجر ملے گا اور کلمہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کا تو سب نیکیون سے بڑھکر نیکی ہے پس اس سے
کس طرح منع کیا جاوے اور تو اکثر لوگون کا حال اس زمانہ مین دیکھہ کہ جنازہ
کے ساتھ کیسی دنیاوی باتون مین مشغول ہوتے ہین اور میت سے عبرت
نہین پکڑتے اور دل اونکے اس سے غافل ہین بلکہ بعض کو تو اون مین دیکھا
مین نے ہنستے ہوئے جاتے ہین پس جب لوگون کا اس زمانہ مین ایسا
حال ہے تو ہمکو اس بات پر عمل کرکے کہ یہ کلمہ زمانہ سابق مین میت کے ساتھ پکار کر
نہین پڑھا جاتا تھا اسکے ناجایز ہونے کا حکم دینا درست نہین بلکہ اسکے جواز ہی کو
مقدم کرنا چاہیے اور اسکے جواز ہی کا حکم دینا چاہیے بلکہ ہر حدیث و بات لغو بہتر ہے
باتون اہل دنیا سے پس اگر تمام لوگ چلا اوٹھین ہمراہ جنازہ کے لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے تو کوئی اپنرا اعتراض نہین ہے
اور ہمکو اس بارہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز موجب منع نہین
آئی پس اگر ذکر اللہ تعالی کا منع ہوتا تو ہمکو ضرور کوئی حدیث پہنچتی اسکی ممانعت

بعض علمأ اسکے وجوب کے قائل ہوگئے ہین جیساکہ شیخ مدابغی رحمہ اللہ نے
اسکو نقل کیا ہے اور نظائر اسکے کلام فقہا مین بہت ہین (از انجملہ) یہ ہو
کہ لکھنا سورتون کے نامون کا وعدد آیات کا زمانہ سلف مین نہ تھا اور اب
باوجود بدعت ہونیکے مستحسن جانا ہے بنظر فائدہ خاص وعام فتاوی عالمگیری
مین ہے لاباس بکتابۃ اسامی السور وعدد الای وھو وان کان
احداثا فھو بدعۃ حسنۃ وکم من شیئ کان احداثا وھو حسن وکم
من شی یختلف بالاختلاف الزمان والمکان اھ (از انجملہ)
تجصیص قبور وکتابۃ علی القبور ہو کہ نہی اوسمین وارد ہے اور فقہانے
مکروہ لکھا ہے باوجود اسکے اس زمانہ مین بنظر بعض فوائد مستحسن جانا ہے
جیسا شامی مین ہے نعم فی الامداد عن الکبری والیوم اعتاد والتسنیم
باللبن صیانۃ للقبر عن النبش ورأوا ذلک حسنا وقال صلی اللہ علیہ
وسلم ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن اھ انتھی اور درمختار مین
جنایز سراجیہ سے منقول ہے لاباس بالکتابۃ ان احتیج الیھا حتی لایذھب
الاثر ولا یمتھن اور علامہ شامی نے اسکے ماتحت لکھا ہے قولہ لاباس
بالکتابۃ اھ لان النھی عنھا وان صح فقد وجد الاجماع العملی بھا
فقد اخرج الحاکم النھی عنھا من طرق ثم قال ھذہ الاسانید صحیحۃ
ولیس العمل علیھا فان ایمۃ المسلمین من المشرق الی المغرب مکتوب
علی قبورھم وھو عمل اخذ بہ الخلف عن السلف اھ انتھی اسپرت
خیال کرنا چاہیے کہ جب امر مکروہ منہی عنہ نہی صریح وارد حدیث صحیح باستحسان

زمانہ کے یہہ کراہت منتفی ہے لان الاحکام تدور مع عللھا اور ذکر بالجہر بلا کراہت جایز بلکہ اولیٰ و متضمن فوایدکثیرہ ہے جیساکہ علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا گیا ہان اگر اس زمانہ مین بھی جنازہ کے ساتھ والون کا حال مثل زمانہ سلف کے ہو تو اونکے واسطے بھی ذکر و قرأت وغیرہ برفع صوت مکروہ ہے قطب ربانی **امام شعرانی** رحمہ اللہ عہود مشایخ مین لکھتے ہین وانما لم یکن الکلام والقراءۃ والذکر امام الجنازۃ فی عہد السلف لانھم کانوا اذا مات لھم میت اشتغلوا کلھم فی الحزن علیہ حتی کان لا یعرف قرابۃ المیت من غیرہ فکانوا لا یقدرون علی النطق الکثیر لما ھم علیہ من ذکر الموت بل خرست السنتھم عن کل کلام ولو قرانا وذکرنا فاذا وجدنا جماعۃ بھذہ الصفۃ فلک یا اخی علینا ان لا نامرھم بقراءۃ ولا ذکر انتہی اور علامہ **شیخ عثمان بجیرمی** رح شرح اقناع کے حاشیہ کی دوسری جلد مین فرماتے ہین (وکرہ لغط فی الجنازۃ) قولہ لغط ای رفع صوت ولو بقرآن اوذکر او صلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی قال وھذا باعتبار ما کان فی الصدر الاول والا فالآن لا باس بذلک لانہ شعار المیت لان ترکہ مزریتہ بہ ولو قیل بوجوبہ لم یبعد کما نقلہ المدابغی رح انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ کراہت زمانہ سلف مین تھی اوراس زمانہ مین تو ذکر اور قرأۃ قرآن مجید اور درود شریف وغیرہ بلند آواز سے جنازہ کے ساتھ پڑھنا جایز بلا کراہت ہے کیونکہ یہ شعار میت ہوگیا ہے اس زمانہ مین لہذا اسکے ترک سے میت کی حقارت ہوتی ہے چنانچہ اسی باعث

اسکو بھی مکروہ لکھا ہے باوجود اسکے عوام کو رخصت دی گئی ہے چنانچہ **درمختار** مین لکھا ہے ولا یکبر فی طریقها ولا یتنفل قبلها مطلقا وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة انتهی مختصرا پھر بعد اوسکے اوسی **درّ مختار** مین لکھا ہے هذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات بحر انتهی اور **شامی** مین اوسکے ماتحت لکھا ہے (قوله اصلا) ای لا سرا ولا جهرا فی التکبیر ولا قبل الصلوٰة بمسجد او بیت او بعدها بمسجد فی التنفل" اور علامہ شامی نے **فتح القدیر** سے درباب منع تکبیر نقل کیا ہے بانه لیس بشئ اذ لا یمنع من ذکر الله تعالی فی وقت من الاوقات بل من ایقاعه علی وجه البدعة وهو الجهر انتهی موضع الحاجۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عوام کو تکبیر و تنفل سے باوجود مکروہ ہونیکے منع نہ کرنا چاہئے اور ذکر اللہ سے کسی وقت مین اوقات سے اگرچہ بطریق بدعۃ ہو منع نہ کیا جاوے تو پھر جنازہ کے ساتھ کلمہ شریف سے کہ افضل الذکر ہے اور اوسمین کوئی نہی شارع سے وارد نہین کیون منع کیا جاوے **ف** یہ بدعت ہونا جہر بالتکبیر کا بنا بر قول امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے ہے والا عند التحقیق حق حقیق یہ ہے کہ ذکر اللہ تعالے مطلقاً سرّاً ہو یا جہراً تکبیر ہو یا غیر تکبیر ہر وقت مشروع و مندوب ہے ہرگز بدعت نہین جیسا کہ مولانا **عبد العلی** بحر العلوم رحمہ اللہ نے **ارکان اربعہ** مین بعد ذکر اختلاف علماء رحمہم اللہ بغایت توضیح و تنقیح تحریر فرمایا ہے قال فی فتح القدیر الخلاف انما هو فی الجهر بالتکبیر واما نفس التکبیر فمندوب الیه

وعمل مسلمین مستحسن ہوگیا تو پھر ذکر کلمہ شریف جنازہ کے ساتھ جسمین کوئی نہی وارد
نہین بلکہ اذن عام ثابت ہے کیون بنظر فوائد مذکورہ باستحسان مسلمین مستحسن
ہوا اور استحسان اسکا بتصریح امام شعرانی رحمہ اللہ ثابت ہے چنانچہ عہود المشایخ مین
لکھتے ہین فما احدثہ المسلمون واستحسنوہ قولہم امام الجنازہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ او وسیلتنا الی اللہ یوم العرض علی اللہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحو ذلک فمثل
ھذا لا یجب انکارہ فی ھذا الزمان لا نھم ان لم یشتغلوا بذلک
اشتغلوا بحدیث الدنیا وذلک لان قلبھم فارغ من ذکر الموت بل
رأیت بعضھم یضحک امام الجنازۃ ویمزح انتھی اور **(ازانجملہ)**
رفع صوت عند القتال ہے اوسکو بھی مکروہ لکھا ہے اور پھر بنظر بعض فوائد مستحسن
جانا ہے چنانچہ شیخ **عبد الغنی** نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین فرماتے
ہین کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرھون رفع
الصوت عند ثلثۃ القتال وفی الجنازۃ والذکر پھر بعد اوسکے
لکھتے ہین وفی جامع الشروح وفی الحدیث لا تمنوا لقاء العدو فان
لقیتموھم فاثبتوا واذکروا فان اجلبوا وصیحوا فعلیکم بالصمت وکانت
الصحابۃ رضی اللہ عنھم لاجل ذلک یکرھون الصوت عند القتال
انتھی ولو رفع الغزات اصواتھم بالتکبیر ونحوہ لارھاب الاعداء
وتشجیع القلوب کان حسنا ولا کراھۃ فیہ انتھی اور **(ازانجملہ)**
تکبیر عید الفطر و نفل نماز پڑھنا ہے قبل نماز عید کے اور بعد نماز عید کے عید گاہ مین

خلاف الاولیٰ فقط یعنے امام شعرانی رحمنے فرمایا کہ **امام نووی** رحمہ اللہ نے ترجیح دی اسکو کہ کلام مطلقاً ذکر ہو یا غیر ذکر خلاف اولیٰ ہے اور یہی حاصل ہو کراہت تنزیہی کا پھر جب کلام مطلقا ساتھ جنازہ کے خلاف اولیٰ ہے تو کلمہ شریف کا پڑھنا ساتھ جنازہ کے مکروہ تحریمی کس طرح ہو سکتا ہے بلکہ بلحاظ وجوہ مذکورہ واستحسان مسلمین خلاف اولیٰ بھی نہین ہو سکتا چہ جائے تحریم اور تصریح اوسکی اور بعض فقہا نے بھی کی ہے جیسا کہ شارح طریقہ نے تتمہ سے نقل کیا ہو وھو یکرہ علی معنی انہ تارك الاولیٰ انتھی اور مؤید اسکا ہے جو علامہ شامی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہے ثانیھما المکروہ تنزیھا ومرجعہ الی ماترکہ اولی وکثیرا مایطلقونہ کما فی شرح المنیہ فحینئذ اذا ذکروا مکروھا فلا بد من النظر فی دلیلہ فان کان ظنیا ظنیا یحکم بکراھۃ التحریم الا لصارف للنھی عن التحریم الی الندب فان لم یکن الدلیل ظنیا بل کان مفید الترك الغیر الجازم فھی تنزیھیۃ اور ظاہر ہے کہ اسباب مین کوئی نہی ظنی وارد نہین بلکہ اصلا نہی وارد نہین جیسا کہ سابقا معلوم ہوا تو پھر یہ مکروہ تنزیہی بھی نہ ہونا چاہئے چہ جائے تحریمی ہان بعض فقہانے اس کراہت کو معلل بہ مشابہت اہل کتاب کیا ہے اور بعض نے بہ بدعت یہہ دونون وجہین مخدوش و مفید مقصود نہین **وجہ اول** اس واسطے مخدوش ہے کہ مشابہت مذکورہ غیر موجود کیونکہ رفع الصوت مع الجنایز اونکے یہان غیر معہود کما ھو معلوم ومشھود اور بر تقدیر تسلیم اگر وہ رفع صوت بذکر اللہ کرتے ہین تو امر محمود ہے اور محمود مین مشابہت مذموم نہین تا مکروہ ہو کما فی الدر اور اگر بغیر ذکر اللہ کرتے ہین تو فرق ظاہر اور مشابہت مفقود اور

قطعا فی کل وقت هٰذا والحق ان الجهر بالتکبیر وسائر الاذکار
مشروع ومندوب الیه قطعا کالاخفاء به لکن الکلام فی انه هل
لهٰذا الوقت بخصوصه شرع التکبیر ام لا وهذا یصلح للخلاف سواء
کان بالجهر او الاخفاء فالحق ما یفیده البحر الرائق ان لیس عنده فی
وقت الذهاب ذکر مخصوص به من التکبیر وعندهما فیه ذکر مخصوص
به واما نفس التکبیر فذکر الله تعالیٰ مشروع ومندوب فی کل
وقت جهرًا واخفاء قال فقیه ابو جعفر لا یمنع من التکبیر فی هٰذا الیوم
للعامة لان فیهم تهاونا عن الذکر فلیذکروا ان شاؤا وهذا ایضا
یرشدك الیٰ ان لا کراهة فی الذکر بالجهر والا لما حکم بعده المنع
لان التهاون عن المکروه ضروری فافهم انتهی اور (از انجمله)
دعا ہے وقت ختم قرآن شریف کے ماہ رمضان مبارک مین اسکو مکروہ کہا ہے
اور اوسکے ساتھ ہی لکھا ہے اسپر فتویٰ نہ دیا جاوے چنانچہ عالمگیری
مین ہے الدعا عند ختم القرآن فی شهر رمضان مکروه لکن
هٰذا شئ لا یفتی به کذا فی خزانة الفتاویٰ انتهی ظاہرًا وجہ اوسکی یہی ہو کہ
دعا از قبیل عبادت ہے اور عبادت سے منع کرنا نہ چاہیے تو پھر اسی طرح کلمہ شریف
بھی از قبیل عبادت ہے اس سے بھی جنازہ کے ساتھ بآواز بلند پڑھنے سے
بر تقدیر تسلیم اطلاق کراہت منع نہ کرنا چاہیے اور ثانیا یہ ہے کہ بر قول راجح یہہ
کراہت تنزیہی ہے جسکا حاصل خلاف اولیٰ ہے جیساکہ امام شعرانی کی عبارت
عہود مشایخ مین سابقًا مذکور ہوا وقد رجح النووی رحمه الله تعالیٰ ان الکلام

خلاف

فرشتے ذکر کرنے والون کو راستون مین تلاش کرتے پھرتے ہین الی آخر الحدیث
اس حدیث سے راستہ مین جہر ذکر کرنا جایز ثابت ہوتا ہے اور یہ منکر کے قول کے
معارض ہے اور ثانیاً یہ کہ کنز العباد مین ہے فی عمدۃ الابرار ذکر فی مجموع
النوازل والخانیۃ والحسامیہ والسراجیہ والصغری والملتقط
والتجنیس والمزید ان قراۃ القراٰن بصوت رفیع فی الحمام یکرہ
وبصوت خفی لایکرہ ولایکرہ التسبیح والتہلیل وان رفع صوتہ
قال الجامع عصمہ اللہ تعالیٰ ومعلوم ان الحمام لایخلو من القاذورات
غالبا فاذا کان جواز التسبیح والتہلیل فی الحمام بصوت رفیع
من ھذہ الاشیاء فلان یجوز فی المساجد والبیوت والزوایا والخلوۃ
فی مکان طاھر اھ ان دس کتب فتاویٰ سے صاف ظاہر ہے کہ حمام جیسی
جاے مین جہان اکثر پلیدی رہتی ہے تسبیح اور تہلیل یعنے سبحان اللہ والحمد
للہ اور لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا جایز ہے تو راستہ تو حمام سے کئی درجہ
اچھا ہے یہان تو بطریق اولیٰ لا الہ الا اللہ بآواز بلند کہنا جائز ہے اور ثالثاً
یہ کہ ہمارے فقہاء کرام وائمہ عظام امام اعظم وامام یوسف وامام محمد رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین متفق ہین کہ عید اضحیٰ کے روز تکبیرین بآواز بلند کہتا ہوا نمازی
عیدگاہ کو جاوے درمختار مین ہے ویکبر جھرا اتفاقا فی الطریق اھ اگر جہر
ذکر راستہ مین بے ادبی ہوتا تو یہ ائمہ کرام اسکو کیون جایز فرماتے۔ اور یہ کہنا
کہ اس ذکر کے سننے سے رات کے وقت آدمیون کو وہم پیدا ہوتا ہے موت کا اور
وہ ڈر جاتے ہین اور خوف زدہ ہوجاتے ہین کہ کہین ہم مرنہ جاوین جس سے وہ

وجہ ثانی اس واسطے مخدوش ہے کہ ہر بدعت کو کراہت تحریم لازم نہین بلکہ خلاف اولیٰ ہونا بھی لازم نہین بلکہ بعض بدعات بتصریح علماء شریعت واجبات سے ہین چہ جائے مندوبات اسی واسطے بعض محققین نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ روز موت مشابہ ہے ساتھ روز حشر کے ظہور حکم الٰہی مین اور اوس روز کے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا اس واسطے اوس روز کو یاد کرکے خاموش رہنا افضل ہے حاصل کلام یہ ہے کہ کراہت تنزیہی راجح ہے جسکا مرجع خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ منافی جواز نہین اور کراہت تحریمی مرجوح ہے بسبب مرجوحیت اوسکی دلائل کی اور قول مرجوح قابل فتویٰ نہین جیسا کہ کتب فقہیہ مین مصرح ہے **ثالثاً** یہ کہ مراد کراہت رفع صوت عند الجنائز سے بقول بعض فقہا نوحہ اور دعا ہے واسطے میت کے بعد شروع نماز جنازہ کے اور یا مراد افراط فی المدح ہے مثل عادت جاہلیت کے کیونکہ اصل مدح و ثنا میت مکروہ نہین ہے تو پھر کلمہ شریف پڑھنا غیر حالت صلوٰۃ مین کیونکر مکروہ ہو سکتا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے واما رفع الصوت عند الجنائز فیحتمل ان المراد منہ النوح او الدعاء للمیت بعد ما افتتح الناس الصلوٰۃ او الافراط فی مدحہ کعادۃ الجاھلیۃ بما ھو یشبہ المحال واما اصل الثناء علیہ فغیر مکروہ انتھی اور وہ جو **بعض منکرین** عوام کو شبہ ڈالتے ہین کہ راستہ مین باواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا بے ادبی ہے اس وجہ سے ناجائز ہے یہ شبہ کئی وجہ سے لغو ہے **اولاً** یہ کہ سابقاً حدیث شریف مع ترجمہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

5469

فاعلین کو گمراہ جاننا یہ تشریعی جدید ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین

ھذا ما ظھر لی فی الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد الفقیر **محمد عمر الدین** السنی الحنفی القادری النہاروی

عفا اللہ تعالیٰ عنہ

حامدًا للہ حمد الذاکرین الشاکرین ومصلیًا ومسلما علی سیدنا محمد عدد ذکر الذاکرین وعلی آلہ واصحابہ الحامدین الشاکرین الذاکرین للہ فی کل آن وحین

مجیب لبیب بفضلہ تعالیٰ مصیب ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ذکر الٰہی سے مطلقاً سرًا ہو یا جہرًا بدون کسی مانع شرعی کے منع کرنا ہرگز جائز نہیں اور مانع شرعی اس صورت مسؤل عنہا میں کوئی پایا نہیں جاتا بجز اسکے کہ بعض فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح بکراہت رفع صوت عند الجنازہ کی ہے مگر یہ کراہت بر قول راجح تنزیہی ہے تحریمی کی کوئی وجہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اور مرجع کراہت تنزیہی کا خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ منافی جواز نہیں پھر بعد ملاحظہ تحقیق محققین ائمہ دین کے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی بھی باعتبار زمانہ سابق کے ہے نہ باعتبار زمانہ لاحق کے تو پھر اس زمانہ میں خصوصًا بعد انضمام بعض وجوہ حسنہ منقولہ مجیبہ وہ خلاف اولیٰ بھی خلاف اولیٰ نہ رہا وبقی ذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ ھذا ما خطر فی البال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ خیر صحب وآل۔ فقط

بیمار ہوجاتے ہین اور نیز جو اس وبا مین مبتلا ہوتا ہے اوسکو اسکے سننے سے وہم پیدا ہوتا ہے اور اس سے اوسکی بیماری زور کرتی ہے لہذا بقاعدہ طب یہ ذکر ناجایز ہے **اسکا جواب۔ اوّلاً** یہ کہ سابقاً آیۂ شریفہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب مع تفسیر کے گذر چکی ہے کہ مسلمانون کے دل ذکر الٰہی سننے سے خوش ہوتے ہین اور اوسکے ساتھہ آرام اور اُنسیت پکڑتے ہین اور اوس سے اونکی وحشت دور ہوتی ہے تو بھلا مسلمانون کو اوس سے کیون وہم پیدا ہونے لگا **اور ثانیاً** یہ کہ احادیث صحیحہ مین ہے کہ وبا عذاب ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ مین ہے کہ ذکر الٰہی دافع بلکہ ادفع واسطے عذاب کے ہے تو پھر اس سے بیماری مسلمانون کو کیون بڑھنے لگی بلکہ وہ ضرور کلمۂ شریف سے دفع ہوگی اور وہ بیمار جسکے کان مین اس کلمۂ شریف کی آواز آئے گی وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تندرست ہوگا **ثالثاً** یہ کہ یہ بات تو جب ہوتی کہ کسی طب کی کتاب معتبر مین کسی حکیم حاذق نے لکھا ہوتا کہ کلمۂ طیبہ باواز بلند اس وبا کے اسباب مین سے ہے حالانکہ ایسا کسی حکیم نے آج تک نہین لکھا اگر بالفرض کوئی وہمی حکیم ہمارے قرآن شریف و حدیث منیف کے خلاف یہ قاعدہ گھڑتا تو بھی ہم مسلمانون کو اوسکی اس وہمی بات کو کب ماننا جایز ہے۔ الحاصل یہ کلمۂ شریف جنازہ کے آگے آگے بلند آواز سے پڑھنا جایز ہے اور اس سے احیاء اموات اور خصوصاً اوس میت کو کہ جسکے ساتھہ ہے نفع اور فایدہ ہوتا ہے اور ایسے مفید کارآمد امر سے ایسی غفلت و سستی کے وقت عوام اہل اسلام کو روکنا جایز نہین اور اوسکی ممنوعیت مین کوئی وجہ شرعی موجود نہین اور اسکو کفر و شرک و حرام قطعی کہنا اور اُسکے

مبسملا محمد لا مصلعما

جاننا چاہیئے کہ جہر ذکر مین اس قدر کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہین کہ قریب حد تواتر کے پہنچ گئی ہین چنانچہ پچاس احادیث کے قریب علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین لائے ہین اسی باعث محققین فقہاء حنفیہ وشافعیہ اسکے جواز بلکہ استحباب کے قائل ہوئے ہین اور جو آیات واحادیث موہم عدم جواز تھین اونکے متعدد جوابات دیکر دونون مین تطبیق فرمائے ہین علامہ طحطاوی رحمہ اللہ مراقی الفلاح کے حاشیہ مین فرماتے ہین جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجہر وھناك احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما ان ذلك یختلف باختلاف الاحوال والاشخاص کما جمع بین الاحادیث الدالۃ علی طلب الجہر بالقراءۃ والدالۃ علی الاسرار فحیث خیف الریاء او تاذی المصلین اوالنیام فالاخفاء افضل وعلیہ یحمل خیر الذکر الخفی والجہر افضل حیث خلا عما ذکر لانہ اکثر عملا وتعدی فائدتہ للسامعین ویوقظ قلب الذاکر واما قولہ تعالی ولا تعتدوا فالراجح فی تفسیرہ ان الاعتداء ھو التجاوز عن المامور بہ والاختراع فیما لا اصل لہ فی الشرع وتفسیرہ بالجہر بالدعاء مردود اھ اور علامہ شامی رد المحتار مین فرماتے ہین فی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جہرھم علی نائم او مصلی او قاری اھ ان عبارتون سے اظہر من الشمس ہے کہ ذکر جہر قطعاً جایز ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہرگز نہین ہے ہان البتہ نمازی یا قاری

حررہ املاہ العبد المفتقر الی مولاہ **محمد عبید اللہ**
جعل اللہ آخرتہ خیرا من اولاہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب
مصیب ومثاب کتبہ الفقیر
عبد الغفور
عفی عنہ

الامر کما ذکر فی الجواب واللہ اعلم
بالصواب۔ کتبہ العبد الاحقر
احمد الجیتیکر عفا اللہ عنہ
وعن والدیہ وعن
مشایخہ امین فقط

المجیب مصیب ولہ ثواب عظیم
حررہ احقر العباد **حسن بن**
نور محمد عفر اللہ لہما ولوالدیہما
ولجمیع المسلمین برحمتہ وھو
ارحم الراحمین

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب کتبہ
خادم الشرع قاضی **شیخ محمد**
مرکھی عفی عنہ

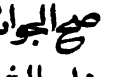

الامر کما ذکر۔ کتبہ العبد
محمد عبد المنعم بن الشیخ
ابراھیم باعکظہ عفی عنہ
خطیب مسجد جامع بمبئی

فتوی ہذا بندے کی نظر سے گذرا اور بارہ
جواز ذکر جہر کلمہ طیبہ پیش جنازہ واقعی
بہت خوب براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ سے
مرصع ہے۔ اللہ تعالی مجیب مصیب کو جزاء
خیر عطا فرماوے۔ حررہ المسکین
سید مبین عفی عنہ

الجواب ھو الصواب والیہ المرجع والمآب حررہ **محمد ابراھیم**
ابن عبد الکریم التواب عفی اللہ تعالی عنہما

مسمار

صحیح مسلم لائے ہین عن عبداللہ ابن زبیر رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات مین اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین ۔ این حدیث صریح ست در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند میخواند امّا بعضی میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بودی و در مہذب گفتہ کہ افضل اخفاست الی قولہ وحق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق و حضور در اخفا دست دہد و گاہی در جہر شوق افزاید و جہر بذکر مشروع ست بلاشبہ انتہی ۔ اور اوسی شرح مین دوسرے مقام مین فرماتے ہین ۔ بدانکہ جہر بذکر مطلقاً و بعد از نماز مشروع است اھ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین ملا علی قاری رحمہ اللہ ایک مقام مین فرماتے ہین قال المظہر ھذا یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب الریاء اظہارا للدین وتعلیما للسامعین وایصالا لبرکۃ الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الشجر والحجر والمدر طلبا لاقتداء الغیر بالخیر ویشہد لکل رطب و یابس سمع صوتہ وبعض المشایخ یختار اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریاء فھذا یتعلق بالنیۃ اھ علامہ قاری رح کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جہر ذکر مین بہت فوائد ہین (جو خفی وسری مین نہین ہین (از انجملہ) دین کی شوکت و دبدبہ ظاہر ہوتا ہے اور (از انجملہ) غافل لوگ

یا نایم کے پاس مستحب اور افضل نہین ہے نہ کہ حرام یا مکروہ تحریمی کیونکہ جہر ذکر مین نسبت سر کے فائدہ بہت ہے پس صورت مسؤلہ مین بھی یہ ذکر جہر مع الجنازہ قطعاً جائز ہے اللہ تعالیٰ مجیب مصیب کو جزاء خیر عطا فرماوے کہ بہت تحقیق و محنت سے نہایت درجہ کا مدلّل جواب لکھا ہے اور اقوال فقہاء مین نہایت عمدہ تطبیق دی ہے اور کوئی شبہ و خدشہ باقی نہین رکھا ہے فقط کتبہ احقر الکونین **السید غلام حسین** (فی الحال وارد بمبئی ساکن بلاول بندر) حفظ اللہ عن السوء فی الدارین ۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح ولہ اجر عظیم

فی الواقع مجیب لبیب نے غایت خوش اسلوبی اور نہایت حسن و خوبی کے ساتھ جواب دیا ہے۔ ہر ہر السطور مین گویا تحقیق کا ایک دریا بہا دیا ہے۔ جنازے کے ہمراہ کلمہ طیبہ پڑھنا بنظر ایصال ثواب ثواب بے حساب ہے۔ ہان بعض فقہاء نے ذکر جہر مین کلام کیا ہے مگر وہ محمول کراہۃ تنزیہی پر جیسا کہ مجیب مصیب نے تصریحاً بیان کر دیا ضرورت اعادہ نہین من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا صحیح

المفتقر الی رحمۃ اللہ القوی **نجف علی خان**

رامفوری صانہ اللہ عن الکی والغی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

حامداً ومصلیاً ومسلماً

واضح ہو کہ جس طرح ذکر خفی و سری یعنے آہستہ جائز و مشروع ہے اسیطرح محققین کے نزدیک ذکر جہر بھی جائز و مشروع ہے **مشکوٰۃ شریف** مین بروایت

لاریب ان الجواب صحیح والمجیب مصیب

ذکر جلی کلمہ طیبہ ہمراہ جنازہ درراہ خواندن فی زمانتا جائز وخوب است چراکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام جائز نمودہ است ۔ فقط۔

حررہ محمد عمر حنفی قادری دہلوی حال وارد بھیی بقلم خود

حامداً ومصلیاً ومسلماً

جواب صحیح ہے۔ واضح ہو کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ بیان کراہت رفع صوت مع الجنازہ بالذکر وغیرہ مین اگرچہ مختلف ہین بعض فرماتے ہین کہ یہ کراہت تنزیہی ہو اور بعض کہتے ہین کہ تحریمی ہے مگر جہان تک نظر دلائل طرفین پر ڈالی جاتی ہے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قول بکراہت تحریم بسبب ضعف ومرجوحیت اوسکے دلائل کے ضعیف و مرجوح ہے اور کراہت تنزیہ جسکا مرجع خلاف اولیٰ ہے قوی وراجح ہے اقوی دلائل قائل کراہت تحریم سے یہ ہے کہ ذکر اللہ اگرچہ فی نفسہ محمود ہے مگر جہر بالذکر کی ممانعت بعض آیات قرآنیہ اور بعض احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور جب جہر بالذکر مطلقاً شرعاً ممنوع ہوا تو پھر مع الجنازہ کہ وقت صمت وسکوت وخشیت وتفکر موت ہے بطریق اولی ممنوع ہونا چاہئے اور یہ ممنوعیت بطریق حرمت ہونا چاہئے مگر چونکہ دلیل حرمت مین بعض شبہات عارض ہوگئے اس واسطے کراہت تحریمی کا اطلاق کیا گیا **اوسکا جواب یہ ہے** کہ کلیت کبری دلیل غیر مسلم اس واسطے کہ محققین ائمہ دین نے ذکر جہر کو مطلقاً بدون عروض عوارض خارجیہ کے مثل ذکر سر کے

اوسکے سننے سے غفلت چھوڑ ذکر مین مشغول ہو جاتے ہین اور (از انجملہ) جہان تک اوس ذاکر کی آواز پہنچتی ہے وہان تک اوسکی برکت پہنچتی ہے اور (از انجملہ) تمام پتھر درخت وغیرہ اشیا جن کو اوسکی آواز پہنچتی ہو اوسکے ذاکر ہونے کی گواہی دیتے ہین ۔ ہرگاہ ذکر جہر محققین کے نزدیک مطلقا جائز و مشروع ہوا تو اس زمانہ غفلت و سستی مین ہمراہ جنازہ کے کیونکر جایز نہ ہوگا بلکہ جائز ہوگا **اولا** صورت مسئولہ اوسکی افراد مین سے ہے اور **ثانیا** اس زمانہ کے لوگ جو اکثر غافل موت سے ہمراہ جنازہ کے طرح طرح کی باتین کرتے ہوئے جاتے ہین وہ اس ذکر شریف کے ہونے سے باتون سے باز رہکر ذکر شریف مین مشغول ہو جاتے ہین چنانچہ اسکا تجربہ ہو چکا ہے ۔ اور **ثالثا** اس سے دبدبہ و شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے جس سے مخالفین اسلام کے دل ہل جاتے ہین اور اوسکی ہیبت اور دبدبہ سے وہ روبرو کھڑے رہ نہین سکتے ۔ فقیر نے بارہا دیکھا ہے کہ جس وقت ہمراہی جنازہ کے کلمہ طیبہ باواز بلند پڑھتے ہوئے جاتے ہین تو مخالفین اسلام اوسکی ہیبت سے مکانون کے دروازے بند کر دیتے ہین بالجملہ اس ذکر جہر بالجنازہ کے بہت سے فوائد دینی ہین اس سے روکنا مسلمانون کو فوائد کثیرہ سے محروم کرنا ہے فللہ در المجیب المصیب اللبیب حیث اتی بالتحقیق العجیب وحقق المرام بالفہم التام فجزاہ اللہ تعالی عنی وعن سائر اہل الاسلام بحرمۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام

حررہ العبد المستہام **میر عبد الرحمن** الحنفی الدہلوی

صانہ اللہ عن شر الحاسدین اللیام

الاریب

بالسر دونون جائز ہین اور بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص کے جہر
افضل ہے اور بعض کے اسرار افضل ہے اور استدلالات مذکورہ مابین
مرجوع وضعیف ومردود اور اشعۃ اللمعات مین شاہ عبدالحق محدث دہلوی
رحمہ اللہ شرح اس حدیث مین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الخ لکھتے ہین دراین حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند میخواندند اما بعض می گویند کہ بلند
خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بود و در مہذب
گفتہ افضل اخفاست الیٰ قولہ حق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق
وحضور در اخفا دست دہد وگاہی در جہر شوق فزاید وجہر بذکر مشروع است
بلاشبہ انتہی) اور وہ اسی مقام پر اوسی اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین
دبدانکہ جہر بذکر مطلقاً وبعد نماز مشروعیت الخ اور رسالہ توصیل المرید الی المراد
مین تحریر فرماتے ہین در جہر واعلان بذکر ودعا وتلاوت واجتماع برائے آن
در مجالس ومساجد جایز ومشروع است دلیل ذکر حدیث من ذکرنی الخ
پھر بعد تقریر طویل کے فرماتے ہین۔ پس ناچاراست از ذکر دلائل عام کہ
دلالت کنند بر جواز در عامہ محال ودلالت کنند بر جواز اجتماع برائے ذکر ودعا
بانفراد وہما انتہیٰ اسکے بعد دلائل عموم جواز ذکر جہر وجواز اجتماع کو واسطے اوسکے
بسط کے ساتھ بیان کیا ہے بخوف تطویل تمام عبارت کو نقل نہین کیا اور علامہ
علی قاری رحمہ اللہ مرقات مین شرح مین اس حدیث کے کان رسول اللہ

ہر وقت مشروع و مندوب لکھا ہے اور مانعین ذکر جہر کے جملہ دلائل کے جواب دیکر تضعیف و تردید کردی ہے چنانچہ مولانا خیر الدین رملی اوستاد صاحب در مختار اپنے فتاویٰ مین لکھتے ہین وحلق الذکر والجهر به وانشاد القصائد قد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلبه نحو وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه رواه البخاري ومسلم والترمذي والنسائی وابن ماجه واحمد باسناد صحیح والذکر فی الملاء لایکون الا عن جهر وکذا حلق الذکر وطواف الملائکة بها وما ورد فیها من الاحادیث و هناك احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینها بان ذلك یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بین الاحادیث الطالبة للجهر والطالبة للاسرار بقرأة القرآن ولا یعارض ذلك حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء او تاذی المصلین والنیام وذکر بعض اهل العلم ان الجهر افضل حیث خلا مما ذکر لانه اکثر عملا لتعدي فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذکرین وقوله تعالیٰ اذکر ربك فی نفسك اجیب عنها بانها مکیة کایة الاسرار بالقرأة بقوله ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها نزلت لئلا یسمعه المشرکون فیسبون القرآن ومن انزله و وقد زال پھر اوسکے بعد لکھا ہے وتفسیر الاعتداء بالجهر فی قوله تعالی انه لایحب المعتدین مردود بان الراجح فی تفسیره التجاوز عن المامور به (۱۲) اس تقریر علامہ رملی سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر بالجہر و ذکر

بالجهر والا لما حكم بعدم المنع لان التهاون عن المكروه ضروري فافهم
انتهى ان عبارات اكابر علماء حنفيه حاملان شريعت محمديه ماهران علوم شرعيه سے
ظاهر كه ذكر جهر بدون عروض عوارض مانعه مثل اخفاء كے هر وقت جايز و مشروع و
مندوب ہے اور بعض فوائد جيسے اخفا مين ہين جهر مين نہين ايسے ہى بعض فوائد
جهر مين ہين اخفا مين نہين ہان به نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص كے كبهى
ذكر جهر افضل ہوتا ہے اور كبهى اخفا تو پهر ذكر مع الجنازه جو ايك فرد ہى مطلق ذكر جهر كى
كس طرح بوجه جهر ہونيكے حرام يا مكروه تحريمى ہو سكتا ہے كيونكه فرد مندوب مندوب ہونا
چاہئے پهر اگر مندوب نہين تو جايز ہونے مين كچھ كلام نہين اور امر جايز بدون عروض
عارض هرگز مكروه تحريمى نہين ہو سكتا ہے ہان مكروه تنزيهى بمعنى خلاف اولى ہو سكتا ہے
اور حالت جنازه چونكه مقتضى سكوت و تفكر موت تهى اس واسطے بعض فقهاء نے كہا
رفع صوت اگرچه بالذكر ہو مكروه ہے يعنے خلاف اولى ہے مگر اس زمانه مين چونكه اكثر
لوگ ساتھ جنازه كے مشغول بلهو و لعب و احاديث دنيا جاتے ہين بعض محققين علماء
نے ذكر جهر كو ساتھ اوسكے اولى جانا اور منع اوس سے مناسب نه سمجها بلكه مانعين كے
حق مين فرمايا قاصرين فهم شريعت سے اگر ذكر جهر مكروه تحريمى ہوتا تو هرگز كوئى عالم رخصت
نه ديتا چنانچه بحر العلوم رحمه الله كى عبارت سے ظاهر ہے كه رخصت و اجازت دينا عوام
كو ذكر بالجهر يعنے تكبير كى دليل ہے اس بات كى كه مكروه تحريمى نہين ہے كيونكه منع كرنا
اور تهاون مكروه تحريمى سے امر ضرورى ہے اب رہا حال اون بعض دلائل جزئيه كا جو
در باب كراہت تحريمى كتابون مين ہين سو آيه ان الله لا يحب المعتدين كے ساتھ
استدلال خود علامه خير الدين رملى رحمة الله عليه سے اوپر منقول ہوا مردود

صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر قال سبحان الملک القدوس
ثلث مراۃ ویرفع صوتہ بالثالثۃ مظہر سے نقل کرتے ہین ھذا یدل
علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب الریاء
واظہار للدین وتعلیما للسامعین وایقاظا لھم من الغفلۃ و
ایضا لابرکۃ الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الحیوان
والشجر والمدر وطلبا لاقتداء الغیر بالخیر ویشھد لکل
رطب ویابس وبعض المشایخ یختارون لخفاء الذکر لانہ ابعد
من الریا وھذا متعلق بالنیۃ انتھی اسکو نقل کرکے ملا علی قاری نے
سکوت کیا ہے باوجودیکہ عادت اونکی اپنی تالیفات مین تردید قول مخالف کے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ مجوزین سے ہین اور مولانا بحر العلوم رحمہ اللہ
ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین والحق ان الجھر بالتکبیر وسائر
الاذکار مشروع ومندوب الیہ قطعا کالاخفاء بہ لکن الکلام
فی انہ ھل لھذا الوقت بخصوصہ شرع التکبیر ام لا وھذا یصلح
للخلاف سواء کان بالجھر والاخفا فالحق ما یفیدہ البحر الرائق
ان لیس عندہ فی وقت الذھاب ذکر مخصوص بہ من التکبیر وعندھما
فیہ ذکر مخصوص بہ اما نفس التکبیر فذکر اللہ تعالی مشروع و
مندوب فی کل وقت جھرا واخفاءً قال الفقیہ ابو جعفر لا یمنع
من التکبیر فی ھذا الیوم للعامۃ لان فیھم تھاونا عن الذکر
فلیذکروا ان شاءوا وھذا ایضا یرشدک ان لا کراھۃ فی الذکر

مین تحریر فرماتے ہین والاستدلال بقولہ تعالیٰ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخفیۃ ودون الجہر من القول فانہ یدل علی منع الجہر بالذکر فلا یعارضہ فعل صحابی لان الایۃ قاطعۃ فاسد لان الجہر بالذکر مندوب البتۃ قطعا کما یدل علیہ حدیث من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ لا بعد فی ان یکون متواترۃ المعنی وفی الایۃ یجوز ان یکون دون بمعنی عند والمعنی اذکر فی نفسك بالتضرع والخوف عند الجہر بالقول والمقصود انہ یجہر مواطاۃ القلب اللسان فی الجہر لا ان یجہر مع ذہول القلب وللایۃ تاویلات اخر مذکورۃ فی مواضعہا انتہیٰ یہ حال تو اقوی دلائل مانعین کا ہو باقی دوسرے دلائل تو اوہن من نسج العنکبوت ہین (ازانجملہ) قولہ تعالیٰ اذ نادی ربہ نداء خفیا اولاً یہ درباب دعا ہے اور سابقاً مذکور ہوا کہ دعاء کو ایک خصوصیت ہے اخفا کے ساتھ کہ دعا خفی اقرب الی الاجابت ہے تو پھر اسے استدلال مطلق ذکر جہر کی ممانعت پر صحیح نہین اور ثانیاً اس سے استحباب وافضلیت اخفا کی ثابت ہوتی ہے نہ وجوب اور ترک مستحب کسی کے نزدیک مکروہ تحریمی نہین اور (ازانجملہ) حدیث فیا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم الحدیث ہے یہ درباب جہر مفرط ہے نہ مطلق جہر جیسا کہ لفظ اربعوا اسپر دال ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسکے شرح مین لکھتے ہین کہ یہ منع جہر سے واسطے تیسیر وارفاق کے ہے نہ اس واسطے کہ جہر

ہے اور راجح اسکی تفسیر مین جیساکہ سیوطی کی نتیجۃ الفکر سے اور علامہ رملی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اعتداسے تجاوز کرنا دعا مین مامور بہ سے اور اختراع کرنا ایسی دعا کا جسکی کچھ شرع مین اصل نہو جیساکہ دلالت کرتی ہے اسپر روایت ابن ابی شیبہ وعبد ابن حمید وابو داؤد وابن ماجہ وابن حبان وحاکم وبیہقی کی عبد اللہ بن مغفل سے انہ سمع ابنہ یقول اللھم انی اسئلك القصر الابیض عن عین الجنۃ اذا دخلتھا فقال ای ابنی سل اللہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الدعاء والطھور انتھی اسکے سوا اور بعض روایات اوسکی مؤید ہین بخوف طوالت اسی پر اکتفار کی گئی پھر باوجود اسکے اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ معتدین سے مراد مجاہرین ہین تو اسے جہر بالدعا کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دعا اگرچہ ذکر ہے مگر ہر ذکر دعا نہین اور واسطے دعا کے بعض خصوصیات ہین جو دوسرے ذکر مین نہین تو پھر جہر بالدعا کے ممانعت سے ذکر بالجہر مطلقاً کیونکر ممنوع ہو جائیگا علاوہ برین دعوا ربکم تضرعا وخفیہ سے جو استدلال بطریق مفہوم مخالف سے اور مفہوم مخالف حنفیہ کے یہان حجت نہین کما ھو مصرح فی کتب الاصول اور آیت اذکر ربك تضرعا وخفیہ سے جو استدلال اوپر کراہت ذکر جہر کے کیا گیا ہے اوسکا **ایک جواب** تو علامہ رملی رحمہ اللہ سے گذرا کہ یہ حکم بسبب عذر کے تھا کہ کافر قرآن سنکر قرآن اور منزل قرآن کو برا کہتے تھے اور اب وہ عذر زائل ہو گیا اور یہ حکم باقی نہ رہا اور **دوسرا جواب** بحر العلوم رحمہ اللہ نے دیا ہے اور فرمایا استدلال مانعین اس آیت شریف کے ساتھ فاسد ہے۔ چنانچہ **ارکان اربعہ**

احتمال راجح ہے کیونکہ بتحقیق اکابر علماء حنفیہ سابقاً معلوم ہوا کہ جہر بالذکر اور اخفا بالذکر ہر دو برابر مشروع و مندوب ہیں اور احادیث و ابواب ذکر جہر متواتر المعنی ہیں ہاں بعض اوقات بعض اشخاص کی نسبت یہ اولیٰ اور بعض وقت بہ نسبت بعض کے وہ اولیٰ اور بہ نسبت زمانہ صحابہؓ کے ہمراہی جنازہ سکوت اولیٰ تھا کما مر سابقاً اس واسطے رفع صوت مطلقاً مکروہ یعنے خلاف اولیٰ جانتے تھے اور یہ موافق ہے روایت امام حسن بصری رحمہ اللہ کی وہ یہ ہے انہم یستحبون خفض الصوت عند الجنازۃ اور تطبیق بین الروایتین عند المعارضہ اولیٰ من ترک احدہما۔ ھذا ما کان عندی فی ھذا الباب واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الراجی رحمۃ رب البریات **محمد عبد القادر** ابو البرکات

بدل اللہ سیاتہ حسنات وحفظہ عن الشرور والآفات

ما کتب فی ھذا الکتاب من عبارۃ الکتب فھو صحیح لا شک فیہ کتبہ **سید مرتضیٰ میان بن مولوی سید سلطان میان** ترمذی المنگلوری۔ امام مسجد مولوی عبد الحلیم عفی عنہ

الجواب صحیح والمنکر نصیح

حررہ المسکین **شرف الدین** عفی عنہ وعن والدیہ واشیاخہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ واضح ہو کہ ذکر بالجہر لا الہ الا اللہ کا میت کے آگے بر عایت حال اس زمانہ کے ناجائز نہیں ہے ہاں کراہت رفع صوت عند الجنازہ جو بروایت بیہقی ثابت ہے وہ کراہت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور ہر چند ارتکاب مکروہ تنزیہی کا ترک اولیٰ ہے لیکن بعض مشائخ نے مثل امام شعرانی وغیرہ کے بر عایت تغیر احوال زمانہ ایسے ذکر کو عدم ذکر و کلام دنیوی وغیرہ پر ترجیح دی ہے۔ بقلم نیاز مند درگاہ صمدی **محمد عبد الرزاق** نقشبندی عفی عنہ

غیر مشروع ہے اور رسالہ **توصیل المرید الی المراد** مین لکھتے ہین چہ سیاق
حدیث دلالت دارد برآن کہ منع ازان نہ ازجہت عدم شرعیت است بلکہ ازجہت
طلب تانی وراحت وکفایت اسرار در مقصود وجہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باذکار
ادعیہ دربسیاری ازمواضع ثابت شدہ وعمل سلف بدان بثبوت پیوستہ ودرصحیح
بخاریست کہ چون مہاجرین وانصار در بامداد سر وحفر خندق می نمودند وتعب جوع
میکشیدند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمشاہدہ این حال بقصد تسلیہ وتسکین
ایشان می فرمودند اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ فاغفر الانصار
والمھاجرۃ وایشان درجواب می فرمودند نحن الذین بایعوا محمدا ما
بقینا ابدا انتھی **(ازانجملہ)** نفس کا شدید المیل ہونا طرف ریا
وسمعہ کے اہ یہ حجت عقلی بھی مفید اولویت اخفاء عار ہے نہ وجوب اور نہ اولویت
اخفا مطلق ذکر کما لایخفی اور **(ازانجملہ)** فرمانا حضرت ابن مسعودؓ کا جنازہ
کے ساتھ ہنسنے والے کو لاکلمتك ابدا ہے **اولاً** یہ کلام بمقابلہ ضحک ہے جو داخل
لہو ولعب ہے اور بحث ذکر بالجہر مین ہو اوسکو مانحن فیہ سے کیا تعلق ضحک جنازہ کے ساتھ
اگر مکروہ تحریمی ہو تو ذکر اللہ بھی مکروہ تحریمی ہو جائیگا وھو کما تری **ثانیاً** بفرض محال
اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ یہہ کلام دال ہے اوپر کراہت تحریمی ذکر جہر کے مطلقا تو بھی
صلاحیت معارضہ احادیث متواتر المعنی کی نہین رکھتا اور **(ازانجملہ)** روایت
بیہقی ہے کان اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم یکرھون رفع الصوت
عند ثلاث عند القتال وعند الجنازۃ وعند الذکر اس روایت مین
تخصیص اوپر کراہت تحریمی ذکر کے نہین ہے احتمال ہے کہ کراہت تنزیہی ہو اور یہی

احتمال

تحریر علماء کرام بدایون مع مہر اطہر اعلیحضرت عظیم البرکۃ
مجمع المکارم والمفاخر مرجع الاکابر والاصاغر بحر ذاخر سحاب
امام الباطن والظاہر جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبد القدیر
عمت برکاتہم علی کل غایب وحاضر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ونسئل التوفیق والعصمۃ من اللہ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو العلی العظیم
فی الواقع جواز ذکر جہر تہلیل وتسبیح کا بغرض صحیح بغیر عروض ولزوم کسی امر ممنوع ومذموم
کے از روئے تحقیق محققین کے تطبیق آیات واحادیث وآثار واقوال فقہاء سے بخوبی
ثابت ہے اور روایات ممانعت کو محققین نے مقید کردیا ہے ساتھ خلاف مصلحت یا
لزوم مضرت کے کما حققہ شاہ ولی اللہ الدہلوی فی القول الجمیل والعلی القاری
فی المرقات وغیرہما فی غیرہما اور عید الفطر مین جو راہ عیدگاہ مین تکبیر جہر کا اختلاف ہے
اور اسیطرح تکبیر تشریق کے عدد ایام مین جو اختلاف ہے وہ بھی محققین کے
نزدیک اوسکے مسنون وافضل ہونے مین ہے اس سے حرمت وممانعت جہر مذکور
کا مطلقاً محقق ہونا عند المحققین ثابت نہین ہے قال فی غنیۃ المستملی فی بحث الاختلاف

الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

تحقیق انیق مجیب شفیق حق حقیق ست الله جلشانه وعم نواله ایشان را جزائے خیر
عطا فرماید حالاً ومآلاً۔ بیشک درین زمانه پرفتن اظهار حق کردن وبر مصلحتِ زمانه نظر
نمودن وامورات حسنه وخیر را رواج دادن کار ہمچو مؤلف علام ست شکر الله سعیهم
ورفع فی العالم الاسنی معالمهم حاصل المرام آنکه مدار بنای مسلمانی برین کلمه
شریفه ست وارسال رسل وانزال کتب وبعثت انبیا علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام
برای ہمین کلمهٔ حمیده وخواندن کلمه طیبه بالجهر مع الجنازه قاری وسامع را مفید بودن
شرعاً ثابت است وبعض از کبرای علمای کرام ومحققین عظام قایل سنیتش ہم شده
اند وسعی بلیغ جناب مفتی مجیب درین باب بالا مزید علیه ست ولله الحمد والمنه وبنعمته تتم
الصالحات ودرینجا نقل عبارت تفسیر روح البیان که مؤلفش جامع ظاهر وباطن و
عالم باعمل حنفی مذهب صوفی مشرب کامل ومکمل ہستند مفید مدعاست وهو هذا
وقد ذکر الخرائطی فی کتاب الثبور قال سنة فی الانصار اذا حملوا
المیت ان یقرأ امعه سورة البقرة یقول الفقیر فیه دلیل علی سنیة
الذکر عند حمل الجنازه لان الذکر من القرآن ولذا کان علی الذاکر ان
ینوی التلاوة والذکر معا حتی یثاب بثواب التلاوة فحیث سن القرآن
سن الذکر الماخوذ منه انتهی ص ۳۹ جلد (۶) تحت آیة وان لیس للانسان
الا ما سعی۔ کتبه العبد الراجی الکرم والعنایات والشفاعات من الحضرة
المحمدیة محمد اسمٰعیل الحنفی القادری النقشبندی الشاذلی

کان الله له وتولاه ویقر عینیه بمشاهدة مولاه

نے اوسکے جوابات مفصلہ فی مواقعہا تحریر فرمادی ہین منہاما افاد ملک العلماء
بحر العلوم فی الارکان الاربعۃ الاستدلال بقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی
باندیدل علیٰ منع الجہر بالذکر فلا یعارضہ فعل صحابی لان الآیۃ
قاطعۃ فاسد لان الجہر بالذکر مندوب الیہ قطعاً کما یدل علیہ
حدیث من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء
ذکرتہ فی ملاءٍ خیر منہم والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ لابعد
فی ان یکون متواترۃ المعنی وفی الآیۃ یجوزان یکون دون بمعنی عند
والمعنی اذکر اللہ فی نفسک بالتضرع والخوف عند الجہر بالقول والمقصود
انہ یجہر مواطاۃ القلب اللسان فی الجہر لا ان یجہر مع ذہول القلب
وللآیۃ تاویلات اخر مذکورۃ فی مواضعہا قال فی فتح القدیر ان الخلاف
انما ہو فی الجہر بالتکبیر واما نفس التکبیر فمندوب الیہ قطعاً فی
کل وقت ہذا والحق ان الجہر بالتکبیر وسائر الاذکار مشروع ومندوب
الیہ قطعاً کالاخفاء بہ لکن الکلام فی انہ ہل لہذا الوقت بخصوصہ
شرع التکبیر ام لا وہذا یصلح للخلاف سواء کان بالجہر والاخفاء واما
نفس التکبیر فذکر اللہ مشروع ومندوب فی کل وقت جہرا واخفاء
فیہ قال الفقیہ ابو جعفر لا یمنع من التکبیر فی ہذا الیوم للعامۃ لان
فیہم تہاونا عن الذکر فلیذکروا ان شاؤا وہذا ایضا یرشدک الی ان لا
کراہۃ فی الذکر بالجہر والا لما حکم بعدم المنع لان التہاون عن المکروہ
ضروری انتہیٰ وفی ہذا غنیً عن سرد العبارات الاخر وتہلیل و

فی جهر تکبیر طریق المصلی یوم الفطر والذی ینبغی ان یکون الخلاف
فی استحباب الجهر وعدمه لا فی الکراهة وعدمها فعندهما یستحب
الجهر وعنده الاخفاء افضل وذلک لان الجهر قد نقل عن کثیر
من السلف کابن عمر وعلی وابی امامه والنخعی وابن جبیر وعمر بن
عبد العزیز وابن ابی لیلی وابان بن عثمان وحماد ومالک واحمد وابی ثور
ومثله عن الشافعی ذکره ابن المنذر فی الاشراق قال الفقیه ابو جعفر
والذی عندی انه لا ینبغی ان یمنع العامة عن ذلک لقلة رغبتهم
فی الخیرات وبه ناخذ اھ قال فی الحموی حاشیة الاشباه والاختلاف
فی عدد تکبیر التشریق لا یدل علی ان الجهر بدعة لان الخلاف
بناءً علی کونه سنةً زائدةً علی اصل الفعل وفی تفسیر الثعالبی
لا یحب المعتدین ای الجهر بالدعاء من الاعتداء فیدل علی کراهته
وفی اجوبة الامام الزاهد الخوارزمی انه بدعة لا بخیر ولا نمنع ثم قال
جوزه یحب الذاکرین الله تعالی کثیرا وفیه ذکر الشیخ عبد الوهاب
الشعرانی فی کتابه المسمّٰی ببیان ذکر الذاکر الذکور والشاکر المشکور
ما نصه واجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الله تعالی
جماعة فی المساجد وغیرها من غیر نکیر الا ان یشوش جهرهم بالذکر
علی نائم او مصلی او قاری کما هو مقرر فی کتب الفقه انتهی۔ اور استدلال
کراہت ذکر جہر عید الفطر پر جو بعض علماء کرام کے اقوال مین آیہ کریمہ واذکر ربک
فی نفسک تضرعاً وخفیةً ودون الجهر الآیۃ وغیرہا سے واقع ہوا ہے محققین

تحریر منیر فاضل کبیر کامل تحریر امام العلماء المحققین مقدام
الفضلاء المدققین عالم عظیم الشان جناب مولانا مولوی
محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی دام فیضہم الصوری والمعنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لک الحمد فی الواقع لوگون کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائیگا مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن عظیم وارشادات احادیث کثیرہ مثل حدیث قدسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ واحمد عن انس بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر والبزار فی المسند باسناد جید والبیہقی فی الشعب کلہم عن ابن عباس والطبرانی فیہ بسند حسن عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولفظہ ما لا یذکرنی فی ملاء الا ذکرتہ فی الرفیق الاعلیٰ وحدیث اذا مررتم برياض الجنۃ فارتعوا قالوا وما رياض الجنۃ قال حلق الذکر اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ والبیہقی فی الشعب عن انس وابن شاہین فی الترغیب فی الذکر عنہ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وحدیث یا ایہا الناس ان للہ سرایا من الملئکۃ

تسبیح وکلمہ طیبہ کا واسطے میت کے نافع و مفید و موجب نجات و برکات ہونا تو احادیث و آثار سے اسطرح ثابت ہے کہ محتاج استدلال نہین۔ بالجملہ اس امر مروج مسلمین صالحین کو جو جامع خیر و مانع شر ہے جسکا سوال مین ذکر ہے اور علامہ مجیب نے بحوالہ امام ہمام نابلسی وغیرہ کے بکمال تحقیق اوسکو ثابت کیا ہے حرام اجماعی ٹھہرانا اور فاعلین و مجوزین کو گمراہ بتانا محض فساد و عناد ہے واللہ یھدی الی الرشاد ومنہ الھدایۃ وعلیہ التکلان والاعتماد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

کتبہ **محمد عبد المقتدر** مطیع الرسول

عفی عنہ

از مدرسہ | عبد المقتدر مطیع الرسول | قادریہ بدایون

المجیب مصیب حررہ الفقیر **عبد القادر** القادری عفی عنہ

عبد القادر محمد الرسول قادری

در المجیب المصیب الی تحقیق عجیب — هذا هو القول الفصل علیہ یعتمد و

محمد فضل الدین احمد — یقول **محمد فضل المجید**

الصدیقی البدایونی — فاروقی بدایونی عفی عنہ

بھذا یوخذ بہ یفتی فانہ حق الحقیق الذی بالاتباع احری کتبہ

محمد عبد القیوم القادری البدایونی عفی عنہ

اهل الکرم یارسول الله قال اهل مجالس الذکر فی المساجد اخرجه احمد
وابو یعلی وسعید وابن حبان وابن شاهین والبیهقی عن ابی سعید
رضی الله تعالیٰ عنه **وحدیث** ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه
وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسکم ههنا قالوا اجلسنا
نذکر الله قال اتانی جبریل فاخبرنی ان الله عز وجل یباهی بکم الملئکة
رواه مسلم والترمذی والنسائی عن معویه بن ابی سفین رضی الله
تعالیٰ عنهما هذا مختصر **وحدیث** یرحم الله ابن رواحة انه یحب
المجالس التی یتباهی بها الملئکة اخرجه احمد بسند حسن عن انس
ابن مالك رضی الله تعالیٰ عنه وفی الحدیث قصة فیها التداعی الی
مجالس الذکر واستحسان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ذلك
وحدیث عن یمین الرحمٰن وکلتا یدیه یمین رجال لیسوا بانبیاء
ولا شهداء لغشی بیاض وجوههم نظر الناظرین یغبطهم النبیون
والشهداء بمقعدهم وقربهم من الله عز وجل قیل یارسول الله من
هم قال هم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر الله تعالیٰ فینتقون
اطائب الکلام کما ینتقی اکل التمر اطائبه رواه الطبرانی فی الکبیر بسند
لا باس به عن عمرو بن عبسه **ونحوه** بسند حسن عن ابی الدرداء رضی الله
تعالیٰ عنهما **وحدیث** کل مجلس یذکر اسم الله فیه تحف به الملئکة
حتی ان الملئکة یقولون زید وازادکم الله والذکر یصعد بینهم
وهم ناشروا اجنحتهم اخرجه ابو الشیخ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ

تحل وتقف على مجالس الذكر في الارض فارتعوا في رياض الجنة قالوا
واين رياض الجنة قال مجالس الذكر الحديث رواه ابن ابي الدنيا وابو
يعلى والبزار والطبراني في الاوسط والحكيم والحاكم والبيهقي في الشعب
وابن شاهين وابن عساكر عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما
صحح الحاكم سنده وهو حديث حسن **وحديث** لا يقعد قوم يذكرون
الله الا حفتهم الملئكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم
الله تعالى فيمن عنده اخرجه احمد ومسلم والترمذي وابن ماجه
وابن حبان وابو نعيم في الحلية كلهم عن ابي هريرة **وعن** ابي سعيد
الخدري جميعا رضي الله تعالى عنهما **وحديث** اكثروا ذكر الله تعالى
حتى يقولوا مجنون رواه احمد وابو يعلى وابن حبان والحاكم والبيهقي
في الشعب عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه بسند صحيح **وحديث**
اكثروا ذكر الله حتى يقول المنافقون انكم مراؤن اخرجه سعيد بن منصور
في سننه واحمد في كتاب الزهد الكبير والبيهقي في الشعب عن ابي الجوزاء
اوس بن عبد الله الربعي مرسلا ووصله الطبراني في الكبير وابن شاهين
في ترغيب الذكر عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما بلفظ اذكروا
الله ذكرا يقول المنافقون انكم تراؤن **وحديث** غنيمة مجالس اهل
الذكر الجنة رواه احمد والطبراني في الكبير عن عبد الله بن عمرو
بن العاص رضي الله تعالى عنهما بسند حسن **وحديث** يقول الرب
عز وجل يوم القيمة سيعلم اهل الجمع من اهل الكرم قيل ومن

اهل

اقول ولایذھبن عنك انا لانقول بالمفھوم فالتمسك بمثل قولہ
عزوجل واذکر ربك فی نفسك لااراہ یتم علی اصولنا واما قولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی فالخیر لاینفی الغیر بل
ھو فی جواز کما تری وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایھا الناس
اربعوا علیٰ انفسکم فی واقعۃ عین قد حمل علی ماذکرنا کما بینہ فی الوجیز
وغیرہ وبالجملۃ فالمسالۃ ذات شجون تستاھل ان تصیر سفرا
مجلدا پھر جہاں عوارض ظاہرہ ہنوز مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بناپر مادہ خاصہ مین
حکم لگادینا اسارت ظن المسلمین ہے جسکی طرف سبیل نہین قال تعالیٰ ولاتقف
مالیس لك بہ علم وقال صلی اللہ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ
وقال صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث
عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب ان ھذا لاشئ
عجاب پھر مقاصد شرعیہ پر منطلع مطلع کہ جوامر فی نفسہ شرعًا خیر ومندوب اور کراہت
مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربۃ اوسکا ترک منجر بمنہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اوس سے
منع نصیحت نہین بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے ولہذا علماء کرام فرماتے ہین
عوام کو صلاۃ عند الطلوع سے منع نہ کرین **درمختار** مین ہے الا العوام فلا
یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولیٰ من
الترك کما فی القنیۃ وغیرھا **ردالمحتار** مین ہے وعزاہ صاحب المصفی
الی الامام حمید الدین عن شیخہ الامام المحبوبی والی شمس الائمۃ
الحلوانی وعزاہ فی القنیۃ الی الحلوانی والنسفی الخ اور تجارب متطاولہ شاہد کہ

عنہ وحدیث[۱۹] ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عز وجل لا یریدون بذلک الا وجہہ الا نادا ھم منادٍ من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاتکم حسنات رواہ احمد بسند حسن وابو یعلی وسعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاھین والضیاء فی المختارہ عن انس رضی اللہ تعالی عنہ والحسن[۲۰] بن سفین والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن سھل بن الخطلیتہ والعسکری[۲۱] وابو موسی کلاھما فی الصحابۃ عن خنطلۃ العبشی والبیھقی[۲۲] فی الشعب عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالی عنھم وحدیث[۲۳] طویل ملئکۃ سیاحین سیارہ فضل اخرجہ الشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ والبزار[۲۴] عن انس والطبرانی[۲۵] فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین وغیرہ ذلک جانب جواز و ندب ہونیکے علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلا متعلق نہی و قبیح نہین نہ وہ ہرگز غیر معقول المعنی بلکہ ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے معنی اعم پر وہی اہم و اعظم مقاصد بلکہ حقیقۃ وہی مراد و مقصود و مرجع و مآل جملہ مقاصد ہے۔ نہی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عائد بذکر جیسے محل ریا و سمعہ مین ذکر جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص باوراد مختصہ بعارض جیسے کنیف وغیرہ موضع نجاسات مین ذکر لسان یا ہنگام اغارت علی المشرکین یا قصد اخفا عن المعاندین ذکر بالاعلان کما بین طرفا منہ المحقق العلامۃ خیر الملۃ والدین الرملی فی فتاواہ الخیریہ لنفع البریہ

رغبتهم فی الخیرات وبه فاخذ یعنی انهم اذا منعوا عن الجهر به لا یفعلونه سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی یعلم ان الاسرار هو الافضل رحمانیہ مین ذخیرہ سے ہی بہ اخذ الفقیہ ابو اللیث ان عبارات علمار سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جہر مین کراہت بھی ہے تو نہ اسقدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کرسکے ولہذا جب منع جہر مین ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دینگے اور کراہت جہر کا لحاظ نہ کرینگے انصافا یہہ شان صرف کراہت تنزیہ مین ہوسکتی ہے جسکا حاصل خلاف اولی ہے نہ کہ ممنوع وناجایز ہونا کیف وقد علم شرعا وبضوا علیه ان ترك ذرة مما نهی الله تعالی عنه خیر من قطوع الثقلین **ربالجملة** ۲ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصلحت شرعیہ ہے فان افساده اکثر من اصلاحه نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر وشرک وضلال وحرام کہ بخبیث واضحہ وجہالت فاضحہ ہین مسائل اختلافیہ ائمہ مین حکم بحرمت قطعیہ کا بھی محل نہین چہ جائے ضلال وکفر والعیاذ باللہ تعالی بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا تاہم ایسے احکام باطلہ کی شناعت اس سے ہزار درجہ سخت وبدتر تھی یہہ وقایق تدلیس وتلبیس ابلیس لعین سے ہے کہ آدمی کو نہی عن المنکر کے پردے مین منکر اشد وانکر کا مرتکب کردیتا ہے ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم **تحفۂ اثنا عشریہ** مین ہے ہر کہ باوجود این ہمہ قول جازم نماید بے باک وبے احتیاط ست وہمین ست شان محتاطین از علمای راسخین کہ در اجتہادیات مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند علامہ **عبد الغنی نابلسی حدیقۂ ندیہ** مین فرماتے ہین المسألة متی امکن تخریجها علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکاره والنهی

کہ عوام اگر مشتغل بذکر الٰہی ہنون مشتغل بفضول کلام و ہزل و لغط ہوتے ہین کہ جنایز
مین اجماعاً مکروہ و ممنوع تو ذکر الٰہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہین خصوصاً
یہان تو حکمائے شریعت علمائے امت نے عدم منع کو ابتلا بکروہ اجماعی پر بھی موقوف
نرکھا بلکہ کہین صرف ذکر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فی نفسہ
خیریت کہین اوسکے ساتھ امور خیر کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار رکھی اور
باوصف بیان حکم مسئلہ اونھین منع نہ کرنے کی تصریح کی امام شمس الائمہ کردری وجیز
فتوی نقل فرمائے ہین ان الذکر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول
تحت قولہ تعالی ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ الخ
تبیین الحقایق و فتح القدیر و درر الحکام و بحر الرایق و مجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ مین
ہے قال ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتہم
فی الخیرات محیط پھر ہندیہ مین ہے قال الفقیہ ابو جعفر سمعت شیخی
ابا بکر یقول سئل ابراہیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق
والجہر بہا قال ذلک تکبیر الحوکۃ وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی
انہ یجوز قال الفقیہ انا لا امنعہم عن ذلک بحر و درر مین ہے ہذا کلہ انما
ہو بحسب حال الانسان و امام العوام فلا یمنعون من تکبیر
وکذا فی التنفل قبلہا اہ مختصرا طحطاوی و شامی مین زیر قول درر ہذا
للخواص لکہا الظاہر ان المراد بہم الذین لا یؤثر عندہم الزجر
غلا و لا کسلا حتی یفضی بہم الی الترک اصلا غنیہ مین ہے قال الفقیہ
ابو جعفر والذی عندنا انہ لا ینبغی ان تمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ

فقہاء رفع الصوت بالذکر کی کراہت تحریمیہ و تنزیہیہ کی ہمراہ جنازہ کے قایل ہوئے ہین
لیکن چونکہ اختلاف حالات زمانہ سے احکام مختلف ہوجاتے ہین اور بعض امور جو زمانہ
سلف صالح مین مکروہات مین سے تھے اس آخر زمانہ مین مستحسنات مین ہوگئے چنانچہ
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح **شرح سفر السعادۃ** مین فرماتے ہین

آنچہ مصنف ذکر کردہ حق ست و احادیث صحیحہ درین باب وارد و اصل سنت در زمان
نبوت و خلفاء راشدین و صحابہ ہمین بود لیکن بعد ازان این تکلفات در مقابر پیدا شد
و مفاخرت و مباہات بدان راہ یافتہ و در آخر زمان بجہت اقتضاء نظر عوام بر ظاہر مصلحت
در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشایخ و عظماء دیدہ چیزہا افزودند تا ازانجا ابہت و شوکت
اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصا در دیار ہندوستان کہ اعداء دین از
ہنود و کفار بسیار اند و ترویج و اعلائے شان این مقامات باعث رعب و انقیاد شان
است و با اعمال و افعال و اوضاع در زمانہ سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از
مستحسنات گشتہ انتہی اس بیان شیخ موصوف سے واضح ہے کہ بعض ایسی چیزین جو
زمانہ سلف مین مکروہات سے تھین وہ آخر زمانہ مستحسنات سے بسبب عروض عوارض کے
ہوگئے ہین چونکہ لوگون نے مقابر مین تکلفات کرنا شروع کیا اور اوسپر فخر و بڑائیان کرنے
لگے اگر بزرگان دین مشایخ کرام و اولیاء عظام کے مقابر کی تعمیر و ترویج نہ کی جاوے تو
عوام لوگون کی نظرون مین اونکی شوکت و بزرگی نہ رہے گی جس سے اونکے اعتقاد مین
فرق آوے گا اس عارض کے واسطے مقابر اولیاء کی تعمیر و ترویج بالعرض مستحسن
ہوگئی اور یہ عارض زمانہ صحابہؓ مین نہ تھا تو اس تعمیر و ترویج مقابر کا استحسان بھی
نہ تھا اس قسم کے بہت سے مسایل ہین کہ بنا بر عارض کے اونکا جواز و استحسان

عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنہی
عنہ اہ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم

ماحققہ مولینا مدظلہ احق
بالاتباع

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی حنفی قادری
عبد المصطفی احمد رضا خان

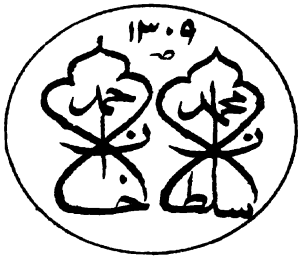

تحریر منیر فاضل اجل عالم ایجل محقق علوم عقلیہ مدقق فنون نقلیہ جناب فیضمآب مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب دامت فیوضہم مدرس اعلی مدرسہ عربیہ احمد آباد گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدا ومصلیا ومسلما

اما بعد بندۂ راقم نے رسالہ جناب مولانا مولوی عمر الدین صاحب دیکھا ماشاء اللہ تعالیٰ مولوی صاحب نے بڑی محنت کی ہے اور تحقیق سے لکھا ہے اگرچہ ہمارے علماء

کا مذہب حکمًا ہوا۔ پس یہ ذکر جہر ہمارے زمانہ کا جس مین ایسی ضرورت ووجہ
پائی جاوے ہمارے ائمہ و مشایخ مذہب کے فرمانے کے مخالف نہین ہے بلکہ
حکمًا موافق ہے ایسے ہی اگر اس ذکر کی عادت عامہ ہونے کا ثبوت ہو جاوے
تب بھی بدلیل ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یہ اس زمانہ
مین مستحسن ہے اور مکروہ تحریمہ فرمانا مشایخ کا زمانہ سابق اوسکو مضر نہین کیونکہ
تعامل الناس ملحق بالاجماع ہے جس سے نص بھی
مخصوص و قیاس متروک ہو جاتا ہے بعض وجوہ۔
دوسرے بھی اسکے جواز کے نکل سکتے
ہین لیکن اسیقدر پر اکتفا کیا
جاتا ہے واللہ
اعلم وعلمہ
احکم

حررہ المفتقر الی ربہ القدیر
محمد نذیر المعروف بہ **نذیر حمد**
خان عفی عنہ

محمد نذیر ۱۲۹۷
پٹی مفدان

الجواب صحیح
کتبہ **عبد الرحیم** عفی عنہ

ہے اور وہ عوارض زمانہ سلف مین نہ تھے تو اونکا جواز و استحسان نہ تھا پس ایسے
ہی جہر بالذکر ہمراہ جنازہ کو بھی جاننا چاہیے کہ جب لوگون عوام کا یہ حال ہو کہ ہمراہ
جنازہ کے دنیا کی باتون اور غفلت و ہنسی و ٹہٹون و قصون کہانیون مین مشغول
ہون اور ذکر بالجہر کے سبب سے وہ ایسے امور نا جایز سے باز رہتے ہون یا ہنود و یہود و نصاریٰ
و مجوس کی تقلون مین اس ذکر جہر سے اہل اسلام کی شوکت معلوم ہو تو یہ ذکر جہر بھی
اس عارض کی سبب سے اس زمانہ مین درست و جایز ہے اور ہمارے فقہا و علما و جو
بعض مکروہ تحریمہ اور بعض تنزیہیہ فرماتے ہین تو قطع نظر ایسے عارض کے فرماتے
ایسے عارض کا تحقق اونکے زمانہ مین بھی ہوتا تو وہ بھی مکروہ نہ فرماتے جیسے اجرت
علی التعلیم کا مسئلہ ہے کہ جس ضرورت و وجہ کی سبب سے اجرت علی التعلیم و نحوہا
اس زمانہ مین درست ہے وہ ضرورت و وجہ زمانہ ہمارے ائمہ مین نہ تھی اب بعد کو
متحقق ہوئے اگر وہ ہمارے ائمہ کے زمانہ مین بھی متحقق ہوتے تو وہ بھی اس
اجرت علی التعلیم کے مجوز ہوتے پس جواز اجرت علی التعلیم مذہب حکما ہمارے
امام کا ہے چنانچہ **شامی** جلد ثانی صفحہ (۵۹) مین ہے قال الاستیجار علی
الطاعات کالتعلیم ونحوہ لم یقل بجوازہ الامام ولا صاحباہ
وافتی بہ المشایخ للضرورۃ التی لو کانت فی زمان الامام لقال
بہ فیکون ذلک مذہبہ حکما پس ایسے ہی جہت ذکر جہر ہمراہ جنازہ
ایسی ضرورۃ و وجہ کی سبب سے ہو کہ وہ ضرورت و وجہ ہمارے مشایخ کے زمانہ
مین نہ تھی اور اب ہے اور یہ ضرورت و وجہ ہمارے مشایخ مذہب کے زمانہ مین
ہوتی تو وہ بھی اسکو بالعرض جایز فرماتے تھے تو یہ ذکر جہر بھی ہمارے مشایخ

وشمل المشي في القيام وفي الحديث القدسي قال عليه الصلوٰة
والسلام يقول الله تعالىٰ انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا
ذكرني فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وان ذكرني في ملاء ذكرته
في ملاء خير منه الحديث رواه البخاري ومسلم والترمذي
والقزويني وفي رواية الا اخبركم بخير اعمالكم وازكيها
عند مليككم وارفعها في درجاتكم وخير لكم من ان
تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم ويضربوا اعناقكم قالوا
بلىٰ قال ذكر الله رواه الترمذي والحاكم وقال ما صدقة
افضل من ذكر الله رواه الطبراني وايضا قال عليه الصلوٰة
والسلام ان لله ملئكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر
فاذا وجدوا قوما يذكرون الله عز وجل تنادوا هلموا الىٰ
حاجتكم فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا الحديث
رواه البخاري ومسلم والترمذي والذاكر مثله كمثل الحيّ
بين الميت كما ورد في الحديث مثل الذي يذكر ربه والذي
لا يذكر ربه مثل الحي والميت رواه البخاري ومسلم انه
قال عليه الصلاة والسلام ما قال لا يقعدون قوم يذكرون
الله الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم
السكينة وذكرهم الله فيمن عنده رواه مسلم الترمذي
والقزويني وفي حديث يا رسول الله ان شرايع الاسلام قد

تقریر دلپذیر تحریر منیر عالم نحریر فاضل شہیر جناب مولانا مولوی قاری حافظ شیخ احمد صاحب مکی دام فیضہ الخفی و الجلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص من عبادہ لعبادہ، و اثنی علیہم علی لسان نبیہ، رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ، والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید العرب والعجم القائل امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ، وعلی الہ واصحابہ الفائزین وعلی الائمۃ المجتہدین والاولیاء الراسخین الواصلین بذکر اللہ اما بعد فانی اطلعت علی ہذہ الرسالۃ الوجیزۃ والنافعۃ الذخیرۃ التی الفہا الشیخ الکامل والنحریر الفاضل من ہو محیی لسنۃ سید المرسلین وماحی الضلالۃ وکید المبتدعین مولانا المولوی محمد عمر الدین جزاہ اللہ خیرا عنا وعن المسلمین کیف لا وقد قال اللہ تعالی فی کلامہ العزیز اذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم فتبین لنا علی ان نذکر اللہ علی کل الحال لان لا یخلوا الانسان عن ہذہ الاحوال الثلاثۃ

ما من قوم جلسوا مجلسا وتفرقوا منه ولم يذكروا الله فيه الا كانما
تفرقوا عن جيفة حمار وكان عليهم حسرة يوم القيامة رواه الحاكم
في المستدرك وابو داود ورواه الحبان ورواه الامام احمد
في مسنده وقال عليه السلام وما مشى احد ممشى لم يذكر الله
فيه الا كان عليه ترة وما اوى الى فراشه لم يذكر الله فيه
الا كان عليه ترة رواه الامام احمد في مسنده والحبان
وقال عليه السلام سبق المفردون قالوا وما المفردون يا
رسول الله قال الذاكرون الله كثيرا والذاكرات رواه مسلم
فيا عجبا من هؤلاء الذين يحرمون الذكر وفي الحديث القدسي
انا جليس من ذكرني فيا اخي ذكر الله اشرف الاذكار فاذكروه
بالعشي والابكار ذكره مفرحة الارواح الصديئة كالصبا
مروحة الاقاحي الندية فاذكروا الله كثيرا وكبروه تكبيرا وقال
سيدي عبد الكريم الجيلي في عينيته

فواظب على شرطين ذكر احبة		وخالف اذا نفسا اتتك تخادع
فلا تهملن ذكر الاحبة لحسة		وداوم خلاف النفس فهي تطاوع

وقال بعض العارفين للذكر الجهر واستحسنه فقال

تمسك بحب الشاذلي فانه		له طرق التسليك في السر والجهر
ابو الحسن السامي على اهل عصره		كراماته جلت عن الحد والحصر

يا اخواني اعلموا وفقني الله واياكم على احسن طاعته و

كثرت علىّ فانبئنى بشيئ اتشبث به قال لايزال لسانك رطبا من
ذكر الله رواه الترمذى والقزوينى وابن حبان وابن ابي
شيبة وايضا قلت يارسول الله اوصنى قال عليك بتقوى الله
ماستطعت واذكر الله عند كل حجر وشجر وما عملت من سوء
فاحدث لله فيه توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية ما
عمل بن آدم عملا انجى له من عذاب من ذكر الله رواه الطبرانى
والامام احمد فى مسنده وابن ابى شيبه وفى رواية اى الاعمال
احب الى الله تعالى قال ان تموت ولسانك رطب من ذكر الله
رواه الطبرانى وفى رواية قالو ولا الجهاد فى سبيل الله قال
ولا الجهاد فى سبيل الله الا ان يضرب بسيفه حتى ينقطع قال
ثلاث مرات رواه الطبرانى فى الكبير والاوسط وقال عليه الصلاة
والسلام لوان رجلا فى حجره دراهم يقسمها واخر يذكر الله
كان الذاكر لله افضل رواه الطبرانى وقال عليه السلام
اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا يارسول الله وما رياض الجنة
قال حلق الذكر رواه الترمذى وقال عليه السلام مامن
ادمى الا لقلبه بيتان فى احدهما الملك وفى الاخر شيطان فاذا
ذكر الله خنس واذا لم يذكر الله وضع الشيطان منقاره وسوس
لم رواه ابن ابي شيبة فى مصنفه وفى حديث ذكر الله فى
الغافلين بمنزلة الصابرين فى الفارين وقال صلى الله عليه وسلم

تواریخ وصال حضرت اعلیٰ واقدس رئیس الفضلاء
رأس العرفاء جناب مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب
قدس سرہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد یمنی از تصنیف بلیغ
فاضل ادیب کامل تاج الفقہا والمحدثین جناب مولانا
مولوی محمد احمد رضا خان حفظ اللہ الرحمن عن شرور الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
احمدہ واصلی علی السید الحلیم
۱۳ ۱۵

تواریخ الحین
۱۵ ۱۳

مؤارخۃ وفاۃ الحمید فی الکونین غزیر الطیب والجاہ
۱۵ ۱۳ ۱۵ ۱۳
مولانا الفاضل الحمید عبید اللہ
۱۳ ۱۵
غفر لہ وبرد بہ یم فضلہ منزلہ
۱۵ ۱۵ ۱۳
وکرم بجنۃ اضیافہ نزلہ
۱۳ ۱۵
ونور ربا علی نورہ مدخلہ
۱۳ ۱۵

حفظنا الله من وساوس شيطانه فما هو الذاكر وما هو الذاكرين
هم يسهرون اذا نام الليل الهوجل ويغنون بدوى الزجل
وينحنو كقى المنجل ويغرقون لنعى الاجل ولهم از يز كازيز
المرجل فيا ايها الذاكرون كونوا من الذاكرين ولا تكونوا من
المضلين المخبثين فينبغى لمن ايقظه الله من سنة الغفلة ان
يقتدى من مشايخ زمانه بمن هو مشهور بالديانة والصيانة
والامانة برى من البدع والاهواء والخيانة بعد ان يتحقق
ان طريقته موافقة كتاب الله وسنة رسوله وافعال الصحابة
والمشايخ الراسخين فى العلم العارفين بالله سبحانه وتعالى
ذاتا وصفاتا وافعالا منقه الواجى عفو ربه الباري

احمد المكى الحنفى الچشتى الصابرى الامدادى
المدرس بمدرسة الاحمدية.
الواقعة فى مكة المعمية
حامدا مصليا ومسلما

عهدى بها فى ديار الهند غانية
تحلى وتجلى فتجلو العين جلوتها
نعم أحدثت وما حدثت فقد فقدت
بعلا به كان جدتها وجودتها
لعاشر من جمادى خمسة جمدت
عين لفيض وعين فاض عبرتها
يوم الخميس خميس الدين قد خبسا
سيقت لساق سياق الحين ساقتها
يوم الكواكب والارجاء قاتمة
كانما اغشيت بالليل ضحوتها
ليت المنية اذ جاءت لركن هدى
استبدلت منه جمعا فيه منيتها
قد كان هينا علينا ان نفادى عا
لما بسبعين وما فيه اوبئتها
لكنها امر حتم لا مرد له
ولا تعقب اذ حانت قضيتها
الانس والجن والاملاك كلهم
كانوا فداء المصطفى لو ساغ فديتها
فالصبر مفزعنا والله مرجعنا

عبيد الله قد سبقا ١٣١٥ بشرق مجده الفلقا

جزاه قديره بلقا ١٣١٥ كما رتج الهدى بلقا

حماد له بأيد يد ١٣١٥ بها باب الهوى غلقا

عبيد الله في عمره ١٣١٥ به صبح الهدى شرقا

عبيد الله في مصره ١٣١٥ به حنك الهوى شرقا

عبيد الله في ري ١٣١٥ بحسن تقى وزين نقى

عبيد الله عند الله ١٣١٥ في الفردوس في الرفقا

تفاءلنا واوجب من ١٣١٥ انار بدره افقا

وطيبه بريع رضا ١٣١٥
كما مده الرضا عبقا

تاريخ آخر

اترحت سنة غراء ضرتها
ام فرحت بدعة ضراء غرتها

ام قامت الساعة الدهماء ام نفخت
قبل القيامة في الناقور نفختها

ماذا اعترى بنبي ماذا ترى طرءا
تبدلت بالاسى والحزن فرحتها

وفيه مُتَّسَعٌ كالباء تَلْزَمُ في
طالب وصاحب ومبنى القول لفظتها
هذا وما للرضا في الشعر شرع رضا
شرعي الشريعة شعرها وشرعتها

تمّت

فتوی شیخ الاسلام والمسلمین خاتمة الفقهاء المحققین مولانا خیر الدین رملی حنفی استاذ صاحب در مختار رحمة الله تعالیٰ علیهما در جواز ذکر جهر که حضرات صوفیهٔ صافیهٔ شاذلیه کثرهم الله تعالیٰ حلقه کرده میکنند منقول از فتاوی خیریه مطبوعهٔ مطبع مصر جلد دوم صفحه (۱۸۰)

(سئل) من دمشق من الشيخ ابراهيم الصمادي فيما اعتاده السادة الصوفية من حلق الذكر والجهر به في المساجد من جماعة ورثوا ذلك عن آبائهم واجدادهم وينشدون القصائد الصوفية

ونِعمَ عدلا العلى نعمت علاوتها

اَمَا عَلمتَ عبيد اللهِ ان ثَلَمتْ

وفاتك الشرع لا تنسد ثلمتها

قد كنت فى المصر نصر الدين فانتشرت

بك النيّاشر ثمّه ثم ندوتها

فاجُدتَ نجدية يا نجد نجد هدىً

فنجدها بك منجودٌ ونجدتها

غدت بك السُّنة الزهراء ناعمةً

حظٌّ وفوزٌ وفيض منك تُحفتها

عادت بك الفتنةُ الصّماء نائمةً

غيظ وغيظ وفيظ منك حصتها

جزاك ربّك فى الفردوس اَجزِيةً

تنمى وتنمى ولا تمنى جزالتها

ولن يضيق رسول الله جاهك به

فانت من جودك الدنيا وضَرّتها

قال الرضا لك فى التاريخ مُبتَهِلاً

اتاك من ربك الحسنى وبهجتها

نبيت نظمى على هاء الضمير كما

رأى جماهيرهم والتاء حليتها

له اقتباس من حديث امير المؤمنين الفاروق الاعظم رضى الله تعالى عنه نعم العدلان ونعمت العلاوة قال فى قوله تعالى اولئك عليهم صلوة من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون ١٢ منه

٢ اشارة الى حديث ما قبض الله تعالى عالما من هذه الامة الا كان ثغرة فى الاسلام لا تنسد ثلمتها الى يوم القيمة رواه السجزى فى الابانة عن الاصول الديانة والمهبى فى كتاب العلم عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم منه

لك ذلك وعملت ما هنالك فاعلم تلوه ان ولى الله الشيخ الامام العلامة البحر
الفهامة جلال الدين المحلى ذكر فى شرح جمع الجوامع قوله ويرى ان طريق
الشيخ ابى القاسم الجنيد سيد الصوفية علما وعملا وصحبة طريق مقوم فانه
خال عن البدع دائر على التسليم والتفويض والتبرى من النفس ومن كلامه
الطريق الى الله تعالى مسدود على خلقه الا على المقتفين آثار رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال رايت فى المنام انى اتكلم على الناس فوقف على ملك
وقال ما اقرب ما تقرب به المتقربون الى الله سبحانه وتعالى فقلت عمل خفى
بميزان وفى فتوى وهو يقول كلام موفق والله ولا التفات الى من رماهم من جهلة
الصوفية بالزندقة عند الخليفة السلطان حتى امر بضرب اعناقهم فامسكوا
الا الجنيد فانه تستر بالفقه وكان يفتى على مذهب ابى ثور شيخه وبسط
لهم النطع فتقدم من آخرهم الشيخ ابو الحسن الثورى للسياف فقال له لم
تقدمت فقال اوثر اصحابى بحياة ساعة فبهت وانهى الخبر الى الخليفة فردهم
الى القاضى فسأل الثورى عن مسائل فقهية فاجابه عنها ثم قال وبعد فان
الله تعالى عبادا اذا قاموا قاموا بالله واذا نطقوا نطقوا بالله الى آخر كلامه
فبكى القاضى وارسل يقول للخليفة ان كان هؤلاء زنادقة فما على وجه
الارض مسلم فخلى سبيلهم رحمهم الله تعالى ونفعنا بهم ثم قتل من الصوفية
الحسين الحلاج فى سنة تسع وثلاثمائة فى سنى الخليفة المذكور وهو ابو المغيث
جعفر المقتدر اهـ وفى شرح الجامع الصغير للمناوى وفى قوله صلى الله عليه
وسلم من احب قوما حشره الله تعالى فى زمرتهم قال من احب اولياء الرحمن

الصادرة عن ذوى المعارف الالهية كالقادرية والسعدية والمطاوعية
وغيرهم ممن سلمت لهم فقهاء الملة المحمدية ويقولون يا شيخ عبد القادر
يا شيخ احمد يا رفاعى شئ لله عبد القادر ونحو ذلك ويحصل لهم فى
اثناء الذكر وجد عظيم وحال يقعد ويقيم فيرفعون اصواتهم بالذكر
فيطويهم الحال وينشرهم المقال ولا يخلو ذلك من حضور اناس عوام
يحصل منهم اللحن عند الهيام وقصدهم ذكر الله المهيمن العلام
يدخلون حلق الذكر بنية صالحة ورغبة واضحة وثم من يعترض على ذلك
ويقول لفظ شئ لله كفر قائله هالك وكذلك الانشاد ورفع الصوت
والرقص يعده من غاية النقص قائلا جميع ما يفعل من ذلك لا يجوز
فى مذهب ابى حنيفة والشافعى واحمد ومالك وينكر كرامات الاولياء
بعد الممات ويشنع على فاعله غاية التشنيع بالكلمات المؤلمات فهل
اعتراضه موافق للحكم الشرعى ومطابق لما يقتضيه الشان المرعي
الجواب بالنقل الصحيح عن العلماء ذوى الالباب ولكم الاجر والثواب
من رب الارباب (**اجاب**) الحمد لله وحده اللهم يا من لا
هادى لنا سواك انطقنا بما فيه رضاك اعلم اولا ان من القواعد المشهورة
التى هى فى كتب الائمة مقررة مذكورة ان الامور بمقاصدها والشئ
الواحد يتصف بالحل والحرمة باعتبار ما قصد له وهى ماخوذة
من الحديث الذي رواه الشيخان انما الاعمال بالنيات ومدار غالب
احكام الاسلام عليه كما نص عليه العلماء رحمهم الله تعالى فاذا تقرر

المشركون فيسبون القرآن ومن انزله فامر به سدا للذريعة كما نهى عن سب
الاصنام لذلك وقد زال وبعض شيوخ مالك وابن جرير وغيرهما حملوا
الآية على الذكر حال قراءة القرآن تعظيما له يدل عليه اتصالها بقوله تعالى
فاذا قرأت القرآن الخ وقال السادة الصوفية الامر في الآية خاص به صلى الله عليه
وسلم واما غيره ممن هو محل الوسواس والخواطر الردية فمأمور بالجهر لانه اشد
في دفعها ويؤيده حديث البزار من صلى منكم بالليل فليجهر بقراءته فان الملائكة
تصلي بصلاته وتسمع لقراءته فان مؤمني الجن الذين يكونون في الهواء وجيرانه
معه في مسكنه يصلون بصلاته ويستمعون ويطردهم عن داره والدور
التي حوله فساق الجن ومردة الشياطين وتفسير الاعتداء في قوله تعالى لا
يحب المعتدين بالجهر بالدعاء مردود بان الراجح في تفسيره التجاوز عن المأمور
او الاختراع فيما لا اصل له في الشرع والتوفيق بين ما ورد في الجهر والاسرار
بنحو ما قرر واجب فان قلت صرح في الخانية بان رفع الصوت بالذكر حرام
لقوله صلى الله عليه وسلم لمن رفع صوته بالذكر انك لا تدعو اصم ولا غائبا
وقوله صلى الله عليه وسلم خير الذكر الخفي لانه ابعد من الرياء واقرب الى
الخضوع محمول على الجهر الفاحش المضر وفي البزازية نقلا عن الفتاوى
ان الذكر بالجهر في المسجد لا يمنع احترازا عن الدخول تحت قوله تعالى ومن
اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه ومنع ابن مسعود يعني اخراجه
جماعة من المسجد سمعهم يهللون ويصلون عليه عليه الصلاة والسلام جهرا
يخالف قولكم قال قلت الاخراج من المسجد لو نسب اليه بطريق الحقيقة يجوز

فهو معهم في الجنان ومن احب حزب الشيطان ، فهو معهم في النيران ، وفيه اشارة عظيمة لمن احب الصوفية او تشبه بهم وانه يكون مع تفريطه بالقيام بما هم عليه في الجنة ومن تشبه بهم انما فعل ذلك لمحبته اياهم ومحبته لهم لا تكون الا لتنبه روحه لما تنبهت له ارواحهم لان محبة الله تعالى محبة امره وما يقرب اليه ومن تقرب منهم يكون بجاذب الروح لكن المتشبه تعوق بظلمة النفس والصوفي خلص من ذلك انتهى وحقيقة ما عليه الصوفية لا ينكرها الا كل نفس جاهلة غبية **فنرجع لما هو المسؤل عنه فاما حلق الذكر والجهر به وانشاء القصائد** فقد جاء في الحديث ما اقتضى طلب الجهر نحو ان ذكرني في ملا ذكرته في ملا خير منه رواه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه ورواه احمد بنحوه باسناد صحيح وزاد في آخره قال قتادة والله اسرع والذكر في الملا لا يكون الا عن جهر وكذا حلق الذكر وطواف الملائكة بها وما ورد فيها من الاحاديث فان ذلك انما يكون في الجهر بالذكر وهناك احاديث اقتضت طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كما جمع بين الاحاديث الطالبة للجهر بالقراءة والطالبة للاسرار بها ولا يعارض ذلك خير الذكر الخفي لانه حيث خيف الرياء او تاذي المصلين او النيام والجهر ذكر بعض اهل العلم انه افضل حيث خلا مما ذكر لانه اكثر عملا ولتعدي فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه وبطرها النوم ويزيد النشاط وقوله تعالى واذكر ربك في نفسك تجيب عنه بانها مكية كآية الاسرار ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها نزلت لئلا يسمعه

المشركون

ان يرجع فيها عدم التكفير وجه التكفير بانه طلب شئ لله وهو جل وعلا غنى
عن كل شئ والكل محتاج اليه وهذا لا يختلج في خاطر احد فان ذكره تعالى للتعظيم
كما في قوله تعالى فان لله خمسه ومثله كثير **واما الرقص** ففيه للفقهاء كلام
منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجد لذة الشهود وغلب عليه الوجد واستدلوا
بما وقع لجعفر بن ابيطالب لما قال له عليه الصلاة والسلام اشبهت خلقي وخلقي وفي
لفظ جعفرا اشبه الناس بي خلقا وخلقا فجعل اي شئ على رجل واحدة وفي رواية
رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه صلى الله عليه وسلم رقصه وجعل ذلك اصلا
لجواز رقص الصوفية عند ما يجدونه من لذة المواجيد في مجالس الذكر والسماع وفي
التتار خانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي حركاته كحركات المرتعش وبهذا افتى
البلقيني وبرهان الدين الابناسي وبمثله اجاب بعض ائمة الحنفية والمالكية وكل
ذلك اذا خلصت النية وكانوا صادقين في الوجد مغلوبين في القيام * والحركة عند
شدة الصيام * والشئ قد يتصف تارة بالحلال وتارة بالحرام * باختلاف القصد
والمرام * وبتقرير جميع ما قالوه يطول الكلام * **واما انكار** كرامات الاولياء على
الاطلاق **فالجواب** ما قاله اللقاني في هداية المريد من كان يكذب بكرامات
الاولياء فلا بحث معه لانه مكذب بما اثبتته السنة اهـ ومسئلة كرامات الاولياء
في الكتب مشهورة مستطرة مقررة مذكورة وفي هذا القدر كفاية لمن كان له
قلب او القى السمع وهو شهيد * ثم رأيت بعد مدة **من افتائي** هذا سؤال **الارفع**
للشيخ ابي الفتح محمد بن محمد بن عبد السلام المالكي الدمشقي الدار
شيخ الاسلام * وفيه من الكلام ما هو غاية المقصد والمرام * فاجبت

ان يكون لاعتقادهم العبادة فيه ولتعليم الناس بانه بدعة والفعل الجايز يجوز ان يكون غير جايز لغرض يلحقه فكذا غير الجائز يجوز ان يجوز لغرض كما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم الافضل تعليما للجواز ثم قال وما روى في الصحيح انه عليه الصلاة والسلام قال لرافعي اصواتهم بالتكبير ارفقوا على انفسكم انكم لا تدعون اصم ولا غائبا الخ يحتمل انه لم يكن في الرفع مصلحة فقد روى انه كان في غزاة ولعل رفع الصوت يجر بلاء والحرب خدعة واما رفع الصوت بالذكر فجائز اهم ملخصا وفي المسئلة للعلماء كلام يحتمل مجلدا ومع النظر الى ما تقدم لنا في صدر الجواب في هذا السوال يتحقق ما فيه الصواب فيكتفى به والله الموفق **واما انشاد الاشعار في المسجد** ففي دلائل الاعجاز لعبد القاهر السني الاشعري ما فيه الكفاية ولو لم يكن الا حديث كعب وقصيدته المعروفة واشارته صلى الله عليه وسلم الى الخلق ان اسمعوا وكان عليه الصلاة والسلام يكون مع اصحابه مكان المائدة يتحلقون حلقة دون حلقة فيلتفت الى هؤلاء والاخبار فيما يشهد لهذا كثيرة والامر به مستفيض وقول العلماء انما الشعر كلام فحسنه حسن وقبيحه قبيح فما جاز على النثر جاز عليه **واما قولهم يا شيخ عبد القادر** فهو نداء واذا ضيف اليه شيئ لله فهو طلب شئ اكراما لله فما الموجب لحرمته ولا يجوز الاغترار بما في قيد الشرائد ؛ ونظم الفوائد ؛ ومن قال شيئ لله بعض يكفر اذ لا وجه لذلك وكيف ذلك مع قولهم لا يخرج المؤمن من الايمان الا بجحود ما ادخله فيه وقولهم الكفر شئ عظيم فلا يكفر المسلم اذا اختلف فيه ولو برواية ضعيفة ومعاذ الله ان يوجد الكفر بذلك وقد قال شارحه وينبغي

المذكور ؛ والمجازف المغرور ؛ من تحريم المباح ؛ وتكفير اهل العلم والصلاح ؛ امر شنيع ؛ وقول فظيع لا يصدر مثله من عاقل ؛ ولا يتفوه به لبيب فاضل ؛ لخروجه في ذلك عن القواعد العلمية ؛ وعدم رجوعه الى الضوابط الفقهية ؛ اذ من شرط انكار المنكر معرفة مذهب المنكر عليه ؛ لاحتمال ان يكون ذلك الفعل جائزا لديه ؛ فيصير الانكار حينئذ منكرا ؛ والقائم به مزدري ؛ فلا يسوغ الانكار في الفروع المختلف فيها الا مع اتحاد المذهبين في فروع الفقه والاصلين والمعرفة التامة بالحكم الشرعي في تلك الجزئية ؛ وما يندرج تحته من قاعدة كلية ؛ ليكون المنكر على بصيرة ؛ والمنكر عليه في وجوب الامتثال على وتيرة ؛ قال جل وعلا قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني وقال تعالى ولا تقف ما ليس لك به علم الآية فلا يقدم على النكير ؛ الا عالم نحرير ؛ متسع الرواية والاطلاع عارف بالخلاف ومراتب الاجماع ؛ لا سيما في مسئلة السماع ؛ فانها دقيقة المغزى بعيدة المرمى واسعة المجال ؛ شاسعة المنال ؛ قد اضطربت فيها اقوال السلف ؛ واختلف في تقريرها ائمة الخلف ؛ حتى عدها بعض العلماء من المسائل التي هي للآن لم تحرر ؛ وان كثر البحث فيها وتكرر ؛ وكثير من العلماء جنح الى عدم الترجيح ؛ ومال الى التوقف دون تقوية ولا تصحيح ؛ فكيف يقطع بالتحريم ؛ ام كيف يعدل عن حسن الظن والتسليم ؛ وكيف يكفر من قال بالجواز والاباحة ؛ في مسئلة اجال كل عالم فيها قداحه ؛ ووقف بعد التامل دون الباحة ؛ فالكافر من كفر بمثل ذلك ؛ ولم يسلك من التحقيق اقوم المسالك ؛ فان من كفر مسلما فقد كفر ؛ كما ورد في الاثر ؛ ومن حرم الحلال ؛ فقد وقع في الضلال ؛ واستوجب العقوبة والنكال ؛ اذ ليس في القدر المذكور من السماع ؛ ما يحرم بنص ولا اجماع ؛ وانما الخلاف في غير ما عين ؛ والنزاع في سوى ما بين ؛ وقد قال بجواز السماع من الصحابة والتابعين ؛ خلق كثير ؛ وجم غفير ؛ قال اقضى القضاة الماوردي رحمه الله تعالى اختلف اهل العلم في الغناء فاباحه قوم وحظره آخرون وكرهه مالك والشافعي وابو حنيفة في اصح ما نقل عنهم اه كلامه وقد قال صاحب تشنيف الاسماع في

ذكره هنا وصورته ما قول سادتنا العلماء ائمة الهدى مصابيح الدجى
ايد الله تعالى بهم الدين وقمع بهم الجهلة والمفسدين ونفع بعلومهم المسلمين في
رجل يزعم انه حنفي حضر مجلس حاكم شرعي وادعى على جماعة من الصوفية انهم
يذكرون الله تعالى قياما ويرقصون ويغنون وقال هذا محرم افتيت بتحريمه وطلب
من الحاكم المشار اليه منعهم من ذلك فاجاب الجماعة المذكور بانهم جماعة صوفية
وذلك جائز عندهم فطلب الحاكم الموحى اليه فتوى احد من السادة الشافعية
فاحضر الى مجلسه رجلا من اهل العلم والافتاء شافعيا واخبر الحاكم بجواز ذلك في
مذهب الشافعي وقال يستثنى من ذلك الرقص الذي يشبه حركات المخنثين فان
ذلك حرام وان الانشاد المشتمل على تنزيه الرب تعالى وتقديسه ومدح الرسول عليه
افضل الصلاة والسلام والترغيب في الجنة والترهيب من النار وما يحصل به الشوق
المطلوب شرعا فكل ذلك جايز فاجابه الشخص المنكر المذكور بقوله هذا الذي ذكرته
باطل وقد كفرت بهذه الفتوى وطلقت زوجتك فهل ما قاله المنكر صحيح او باطل
وهل هو مصيب في انكاره او مخطى وما ذا يترتب عليه في تكفير هذا الرجل المفتي
الشافعي في الاحكام الشرعية وهل يكون بمقالته هذه وانكاره قادحا في كثير من
ائمة الدين كالشافعي ومالك ونحوهما وطاعنا على السلف الصالح ومكفرا لكل من قال
بجواز ذلك من المتقدمين والمتاخرين من الفقهاء والصوفية وغيرهم وهل لولاة الامر رحمهم الله
تعالى وعلماء المسلمين وصلحائهم مناقشة هذا المنكر على ما قاله ومقابلته على ما تفوه به من
تكفيره الرجل العالم المذكور وتطليقه زوجته ويثابون على ذلك الثواب الجزيل وما للحاكم
السابق في ذلك ؛ **فاجاب** (الحمد لله) توفيقا للصواب ما صدر من **هذا المنكر**
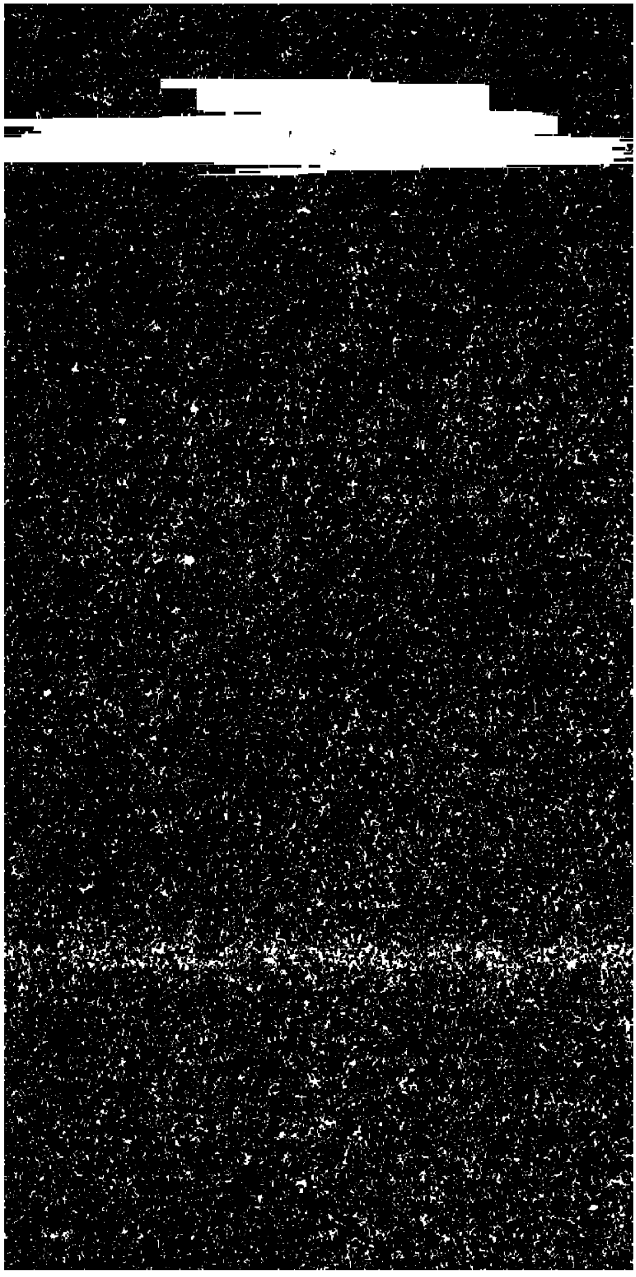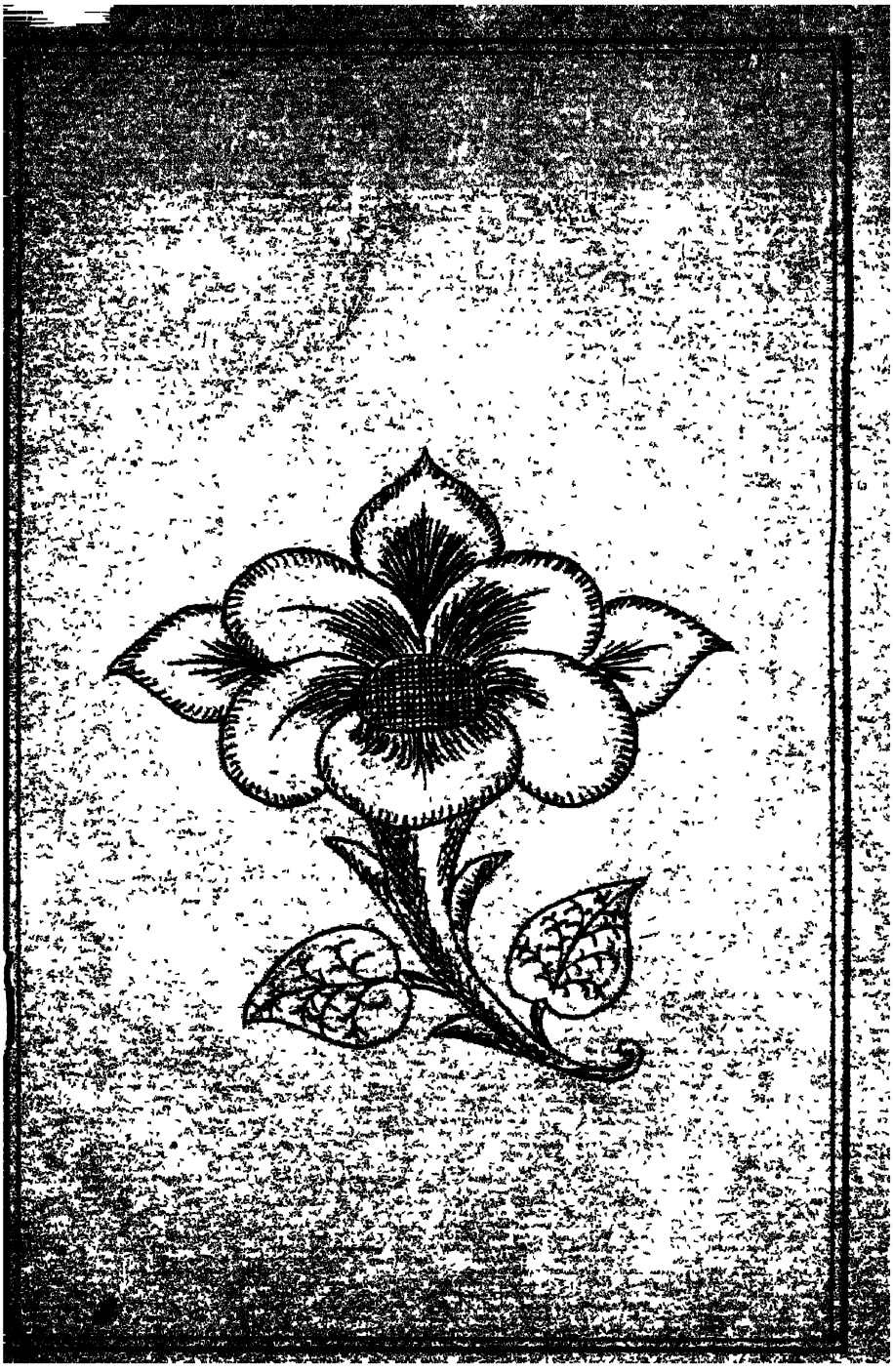
احكام السماع لم يرد عن ابى حنيفة فى الغناء نص صريح وانما استنبط بعض اصحابنا القول بالمنع من مفهوم كلامه فى قوله ولا يحضر الولمية وفيها الطواهر ونقل صاحب النهاية فى شرح الهداية من الحنيفة اباحة الغناء اذا كان يتغنى ليستفيد به نظم القوافى ويصير فصيح اللسان قال وقال بعضهم اذا كان يتغنى ليدفع الوحشة عن نفسه فلا بأس به قال وبه اخذ شمس الائمة السرخسى واستدل عليه بان انس بن مالك كان يتغنى فى بيته ولا يفعل ذلك تلهيا ثم قال ومن يقول بالكراهة مطلقا يحمل حديث انس على انشاد الاشعار المباحة وجزم صاحب البدائع من الحنفية بما ذكر شمس الائمة وعلله بان السماع يرقق القلب وهو ظاهر كلام صاحب الذخيرة من الحنفية وذهب طائفة من الشافعية والمالكية الى التفرقة بين القليل والكثير فاجاز والقليل ومنعوا من الكثير كما نقله الرافعى وغيره وذهب طائفة الى التفرقة بين الرجال والنساء فجزموا بتحريمه من النساء الاجانب واجروا الخلاف فيما سوى ذلك واما سماع السادة الصوفية رضى الله تعالى عنهم فبمعزل عن هذا الخلاف بل ومرتفع عن درجة الاباحة الى رتبة المستحب كما صرح به غير واحد من المحققين سئل الشيخ عز الدين بن عبد السلام عن السماع الذى يعمل به فى هذا الزمان فى مجالس الذكر فاجاب بما صورته سماع ما يحرك الاحوال السنية المذكرة للآخرة مندوب اليه وقال فى قواعد الكبرى عند ذكر السماع من كان عنده هوى مباح كعشق زوجته وامته فسماعه لا باس به ومن يدعوه هوى محرم فسماعه حرام ومن قال لا اجد فى نفسى شيئا من الاقسام فالسماع مكروه فى حقه وليس بمحرم اهـ فمن جزم بالتحريم والتكفير فقد اخطا فيما قال وقع فى الكفر والضلال واستحق العقوبة والنكال نسأل الله تعالى العصمة والتوفيق والهداية الى قوم الطريق بمنه وكرمه آمين اهـ والله اعلم